WWW.PDFBOO

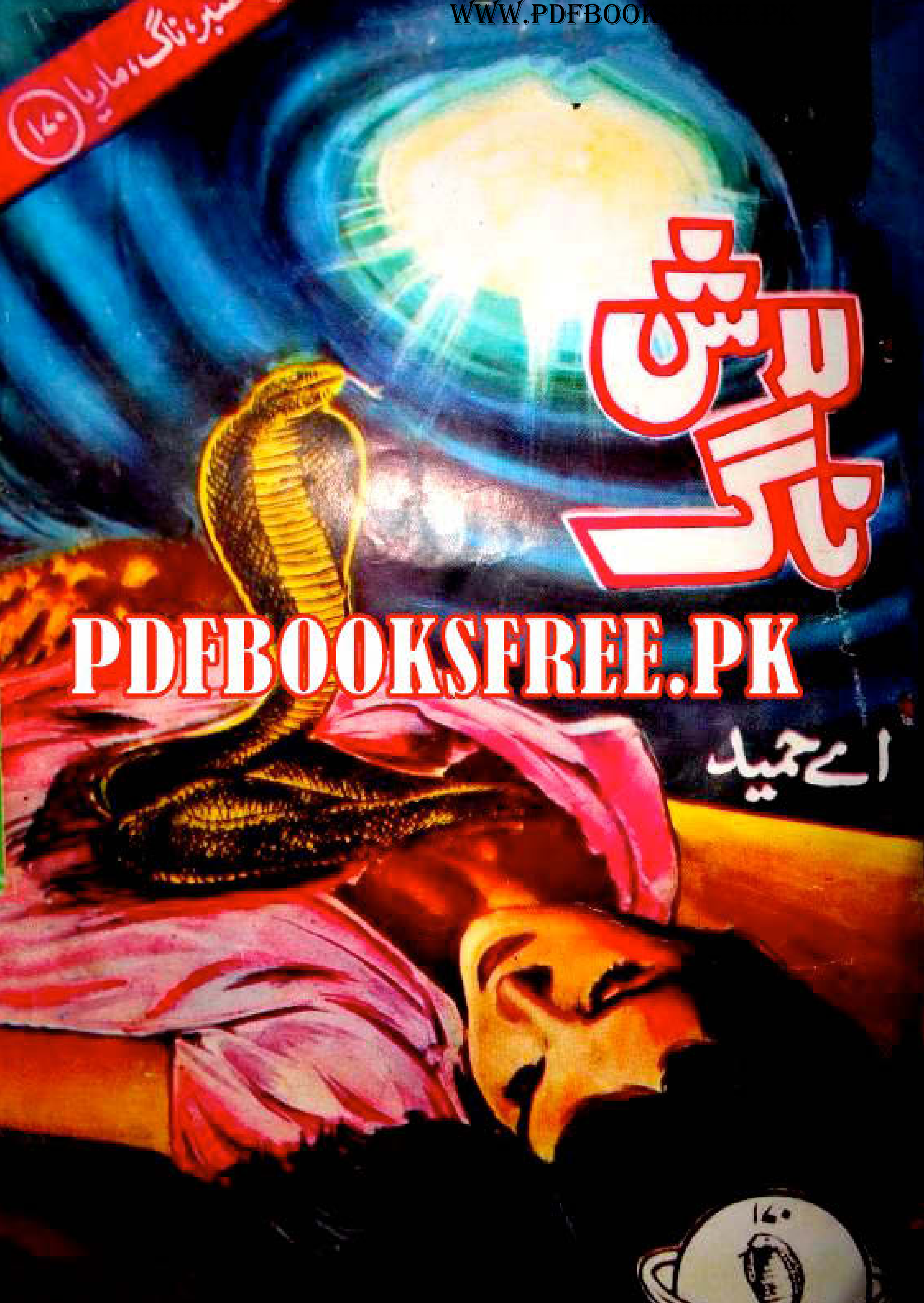

PDFBOOKSFREE.PK

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ، ماریا اور کیپٹن خلا میں

لاش ناگ

اے حمید

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

ناشر : عدنان سلیم
: عنبر پبلی کیشنز، ۱۰ اے بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

کیٹی ایک ایسے محل کے سامنے ہے جو اُسی تیزی سے اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور کیٹی اُس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ کیٹی وہ منتر بھی بھول چکی ہے جس کے ذریعے اُس نے اپنی مدد کے لیے افراسیاب کو بُلایا ہوا تھا۔ اس وقت اُسے افراسیاب کی مدد کی سخت ضرورت تھی۔ لیکن منتر ہے کہ اُسے یاد ہی نہیں آ رہا۔ وہ اپنی پریشانی کے ساتھ ساتھ اس لیے بھی پریشان تھی کہ اگر اُسے وہ منتر یاد نہ آیا تو افراسیاب اپنی پرانی دنیا میں واپس نہ جا سکے گا۔ کیا کیٹی محل کی کشش سے بچ سکی۔ یا وہ بھولا ہوا منتر یاد کر سکی۔ پڑھ کر دیکھیں

آپ کا انکل

اے حمید

۲۵۷۴، این راہ چمن سمن آباد لاہور

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- سنسان محل
- اژگر سانپ
- مَیں سانپ بن جاتا ہوں
- چمگادڑ دیوتا
- لاش ناگ

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سنسان محل

قبر کی دیوار کا تختہ کھل گیا تھا۔

کیٹی کو دوسری طرف سے تازہ ہوا کے ساتھ پر اسرار سی خوشبو آئی۔ دوسری طرف اندھیرا اتنا گہرا نہیں تھا وہاں دھند سی پھیلی ہوئی تھی۔ اس دھند میں کیٹی کو انسانی سائے چلتے پھرتے نظر آئے۔ کیٹی کے لئے قبر پہلے ہی بند ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی پوری طاقت سے قبر کے پتھر کو اوپر سے ہٹانے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی تھی۔ قبر سے نکلنے کا یہی ایک راستہ رہ گیا تھا۔ چنانچہ کیٹی قبر کی اس کھڑکی میں سے دوسری طرف آگئی۔ اس کے پاؤں کسی نرم نرم چیز سے ٹکرائے بہت جلد اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے پاؤں کے نیچے ریشمی قالین بچھا تھا۔ قالین پر قدم رکھتے ہی اندر دھند میں حرکت کرتے انسانی سائے وہیں رک گئے۔ یہ تین چار سائے تھے جو سفید اور دھندلے دھندلے تھے ایک سایہ کیٹی کی طرف بڑھا۔ کیٹی کو اب اس سائے کا سانس سنائی دینے لگا۔ یہی وہ سانس تھا جس کی آواز کیٹی نے قبر کے باہر درختوں میں سے گزرتے بھی سنی تھی۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تب کیٹی نے پوچھا:

"تم لوگ کون ہو؟ مجھے یہاں کس لئے قید کیا گیا ہے؟

کیا تم عالم ارواح کی مخلوق ہو؟"

انسانی سایہ کیٹی کے قریب آکر رک گیا۔ اس سائے کی آنکھیں ایسی تھیں جیسے پانی میں ڈوبی ہوئی ہوں۔ اس کے ہونٹ کان اور ناک نظر نہیں آرہے تھے۔ سر بھی پورا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

کیٹی نے جب دوسری بار اپنا سوال دہرایا تو انسانی سائے نے گھوم کر اپنے پیچھے کھڑے سایوں کی طرف دیکھا۔ ان میں سے ایک سائے نے اپنا سفید دھندلا ہاتھ بلند کیا۔ ایک بجلی سی چمک کر بجھ گئی اور کیٹی کی آنکھیں چکا چوند ہوگئیں اس کی آنکھیں تیز روشنی کی وجہ سے اپنے آپ بند ہوگئیں۔ جب دوبارہ کیٹی نے آنکھیں کھولیں تو وہ اس قبر میں نہیں تھی۔

کیٹی نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔ وہ ایک صحرا میں کھڑی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ ریت کے اونچے نیچے ٹیلے اس کے چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے۔ ایک ٹیلے کے اوپر زرد اداس چاند خاموشی نظروں سے اسے تک رہا تھا۔ آسمان پر کہیں کہیں کوئی اکا دکا تارا تھا جو جھلملانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ غمگین سی پراسرار دھندلی سی چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ کیٹی کو یقین نہیں آرہا تھا۔ کہ وہ قبر سے نکل کر اچانک اس صحرا میں آگئی ہے جس کو پہلے اس نے کبھی نہیں دیکھا

کیٹی کو اس ٹلیش بلیک فارموے کا خیال آگیا جس کو سات بار پڑھنے سے وہ قدیم زمانے کی کسی شخصیت کو اپنی مدد کے لئے بلایا کرتی تھی اس نے سوچا کہ اسے کسی ایسی شخصیت کو بلانا چاہئے جو اس ویران صحرا سے نکال کر اسے جزیرے پر افراسیاب اور شمالا کے پاس پہنچا دے۔ وہ منتر پڑھنے لگی تو اسے منتر یاد نہیں آرہا تھا۔ کیٹی نے اپنے ذہن پر بہت زور دیا۔ مگر اسے وہ پراسرار طاقتور منتر بھول چکا تھا۔ کیٹی سمجھ گئی کہ اس پر کسی طلسم کا اثر ہو چکا ہے۔ وہ خدا کا نام لے کر جدھر چاند تھا۔ اس ٹیلے کی طرف چلنے لگی کہ شاید یہاں سے نکل جانے کا کوئی راستہ مل جائے۔

ریت نرم تھی۔ کیٹی چلتے چلتے ٹیلے کی چوٹی پہ پہنچی تو اسے دور قلعہ نما عمارت دکھائی دی۔ دھندلی پھیکی چاندنی میں یہ عمارت کسی پراسرار طلسمی محل کی طرح لگ رہی تھی۔ کیٹی نے سوچا کہ شاید اس قلعے میں کوئی انسان رہتا ہو اور وہ اس کی مدد حاصل کرے۔ کم از کم یہی معلوم کرے کہ وہ کہاں آگئی ہے۔ اور یہ کون سی سرزمین ہے۔ کیٹی قلعے کی طرف چل رہی تھی۔ اور منتر یاد کرنے کی بھی کوشش کر رہی تھی۔ مگر منتر تو اس کے دماغ سے جیسے بالکل ہی بھول چکا تھا۔ جوں جوں قلعے کی عمارت قریب آرہی تھی کیٹی کے دل پر ایک بوجھ سا پڑتا جا رہا تھا۔ وہ رک گئی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ قلعے کی طرف جانے کی بجائے کسی دوسری سمت چلے گی۔ اس نے اپنے آپ

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو دوسری طرف موڑنے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ کوئی زبردست طاقت اسے قلعے کی طرف ہی کھینچ رہی تھی۔ کیٹی رک گئی۔ مگر اس کے قدم اپنے آپ قلعے کی جانب اٹھنے لگے کیٹی بے بس ہو گئی تھی۔ اس کے قدم اپنے آپ قلعے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ چاند اب قلعے کی اونچی عمارت کے پیچھے چھپ گیا تھا اور قلعے کا سایہ صحرا کی ریت پر بچھ گیا تھا۔ کیٹی قلعے کے سائے میں آئی تو اس کے قدم اپنے آپ تیز ہو گئے۔ قلعے کے دروازے پر پہنچ کر جیسے کسی طاقت نے اسے دروازے سے اندر دھکیل دیا کیٹی قلعے کے اندر داخل ہو گئی۔ قلعے کے اندر ایک چھوٹا سا محل بنا ہوا تھا۔ مگر اس محل پر موت کی خاموشی چھا رہی تھی۔ کسی کھڑکی کے روشن دان میں روشنی نہیں تھی۔ ہر طرف اندھیرے کا راج تھا۔ ایک پتھریلا راستہ محل کے دروازے تک جاتا تھا۔ کیٹی اس راستے پر چلتی محل کے دروازے کے قریب آئی تو پرانا دروازہ عجیب سی آواز کے ساتھ کھل گیا۔ کیٹی اندر جانے کی بجائے وہیں کھڑی رہی۔ دروازے کے اندر محل کا ایک باغ تھا۔ جس میں زرد اداس روشنی پھیلی ہوئی تھی اس باغ کے پیچھے محل کا شاہی برآمدہ تھا۔ کیٹی باغ میں آ گئی۔ یہ باغ ویران تھا۔ گھاس بڑھی ہوئی تھی۔ برآمدے کے ستونوں اور دیواروں پر بیلیں چڑھ گئی تھیں۔ برآمدے کے فرش پر مٹی اور ریت کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ صاف لگ رہا تھا کہ اس ویران محل میں صدیوں سے

کوئی انسان نہیں آیا۔ وہ برآمدے میں سے گزرتی ہوئی ایک زینے تک آئی جو محل کی دوسری منزل کو جاتا تھا۔ کیٹی زینہ چڑھ کر محل کی دوسری منزل کے برآمدے میں آ گئی۔ اس برآمدے کے فرش پر بھی ریت مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ چاروں طرف ایک ایسا سناٹا چھایا ہوا تھا کہ کیٹی کا جی بھی گھبرانے لگا۔ اچانک ایک چیخ کی آواز اس سناٹے کو چیرتی ہوئی گزر گئی۔

کیٹی ایک بار تو کانپ کر رہ گئی۔ چیخ کی آواز کسی عورت کی تھی اور برآمدے کے کونے کی طرف سے [illegible] تھی۔ چیخ کے بعد سناٹا اور زیادہ گہرا ہو گیا۔ جو کچھ بھی تھا کیٹی ایک بہادر اور بے خوف لڑکی تھی ویسے بھی وہ خلائی مخلوق تھی اور عنبر ناگ ماریا کے ساتھ وہ کئی ڈراونے اور خوفناک مرحلوں سے گزر چکی تھی۔ اس نے یہ معلوم کرنے کی ٹھان لی تھی کہ یہ چیخ کی آواز کس کی تھی۔ شاید کوئی عورت کسی عذاب میں گرفتار تھی اور اسے کیٹی کی مدد کی ضرورت تھی۔ کیٹی برآمدے میں گزرتی اس کمرے کے پاس آ کر رک گئی جو اس برآمدے کا آخری کمرہ تھا۔ کیٹی کے اندازے کے مطابق چیخ اسی کمرے سے بلند ہوئی تھی۔ کمرے کا دروازہ بند تھا اور باہر کافی وزنی زنگ آلود پرانا تالا پڑا تھا۔ کیٹی نے تالے کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ تالا ٹوٹ گیا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے اندر کی طرف دھکیلا۔ دروازہ چرچراتا ہوا کھل گیا۔ اندر کمرے کے درمیان میں ایک پلنگ بچھا تھا۔ جس پر بستر لگا ہوا تھا۔ سامنے والی کھڑکی

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں سے چاندنی اندر آرہی تھی۔ باقی دیواروں پر بھاری پردے گرے ہوئے تھے۔ کیٹی آہستہ آہستہ چل کر پلنگ کے پاس آگئی۔ کھڑکی سے آتی مدھم چاندنی میں پلنگ پر پڑی سیاہ چادر کے نیچے کوئی شے حرکت کر رہی تھی۔

کیٹی چادر کو اٹھانے ہی لگی تھی کہ اس کے کان میں کسی نے آہستہ سے سرگوشی کی۔

"جلدی سے دیوار والے پردے کے پیچھے چھپ جاؤ نہیں تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گی۔"

یہ جیسے کوئی غیبی آواز تھی۔ اس آواز کے ساتھ ہی باہر برآمدے میں انسانی قدموں کی چاپ سنائی دینے لگی۔ کوئی اندر آرہا تھا۔ کیٹی تیزی سے دیوار پر گرے ہوئے بھاری پردے کے پیچھے آکر چھپ گئی۔ یہ پردہ کافی خستہ ہو گیا تھا اور اس میں کئی جگہوں پر سوراخ بن گئے تھے۔ کیٹی نے ایک سوراخ کے ساتھ آنکھ لگا دی اور دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ یہ کوئی غیبی طاقت ہی تھی جس نے دروازے کو دوبارہ بند کرکے تالا لگا دیا تھا۔ شاید یہ وہی طاقت تھی جس نے کیٹی کو پردے کے پیچھے چھپ جانے کی ہدایت کی تھی۔ باہر سے تالا کھلنے کی آواز آئی۔ چرچراہٹ کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ کیٹی نے دروازے پر نظریں جما رکھی تھیں۔ دروازے میں سے ایک عورت اور ایک مرد داخل ہوئے۔ دونوں کے جسم سیاہ کالے تھے۔ انہوں نے لمبے چوغے پہن رکھے تھے۔ اور ان کی گردنوں میں ایک ایک سانپ لٹک رہا تھا۔ مرد کے ہاتھ میں ایک بین تھی۔ دونوں پلنگ کے آمنے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ سیاہ فام مرد نے بین بجانی شروع کر دی۔ بین کی آواز پر اس کی گردن میں پڑا ہوا سانپ کھسک کر نیچے پلنگ پر آگیا اور سرہانے کی جانب کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ سیاہ فام آدمی بین بجائے جا رہا تھا۔ پھر پلنگ پر پڑی سیاہ چادر کے نیچے بھی حرکت ہونے لگی اور بین بجاتے بجاتے سیاہ فام آدمی نے چادر ایک طرف کر دی۔ کیٹی نے دیکھا کہ چادر کے نیچے پلنگ پر ایک ایسی عورت لیٹی ہوئی تھی جس کے سینے پر ایک سیاہ کالا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا بین کی آواز پر جھوم رہا تھا۔

سیاہ فام عورت نے بھی اب اپنی گردن والے سانپ کو پلنگ پر ڈال دیا۔ تینوں سانپ پلنگ پر بے ہوش عورت کے جسم پر رینگنے لگے۔ کتنی دیر تک یہ دہشتناک کھیل جاری رہا۔ پھر سیاہ فام مرد اور عورت نے اپنے اپنے سانپ پلنگ پر سے اٹھا کر اپنی گردن میں ڈالے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ انہوں نے دروازہ بند کرکے باہر تالا لگا دیا۔ اب کمرے میں پلنگ پر لیٹی ہوئی بے ہوش عورت کے سینے پر کنڈلی مار کر بیٹھے ہوئے سانپ نے اپنا پھن گھما کر کمرے میں چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ کیٹی کو شبہ ہوا کہ شاید سانپ نے اسے دیکھ لیا ہے۔ کیٹی آخر ناگ کی دوست یا بہن تھی۔ وہ اسی سانپ سے مدد لے سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے پردے کے پیچھے کھڑے کھڑے سانپ کی زبان

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پوچھا۔

"یہ کون سی جگہ ہے؟ میں کیٹی تم سے بول رہی ہوں جو ناگ دیوتا کی بہن ہے۔"

پلنگ والے سانپ نے ایک دم سے اپنا پھن اونچا کر کے پردے کی طرف دیکھا۔ کیٹی پردے سے نکل کر سانپ کے پاس آگئی۔ سانپ کی آنکھیں سبز تھیں اور وہ کیٹی کے چہرے کو ٹکٹکی باندھے تک رہا تھا۔ سانپ بار بار اپنی زبان باہر نکال رہا تھا۔

کیٹی نے ایک بار پھر کہا:

"میں ناگ دیوتا کی بہن کیٹی ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ یہ کونسی جگہ ہے اور یہ دو مرد عورت کون تھے۔ یہ جو عورت پلنگ پر بے ہوش پڑی ہے یہ کون ہے؟"

سبز آنکھوں والا سانپ اب بھی ٹکٹکی باندھے اس کی طرف تک رہا تھا۔

کیٹی نے تعجب سے پوچھا:

"کیا تم سانپوں کی زبان نہیں سمجھتے؟"

تب سانپ کے منہ سے سسکار کی آواز نکلی اور اس نے کہا:

"میں حیران ہو رہا تھا کہ ناگ دیوتا کی بہن یہاں کیسے آگئی ہے۔ اب تم یہاں آگئی ہو تو میں تمہیں اس جگہ کے سارے راز بتا دوں گا۔ لیکن ابھی تمہیں یہاں خطرہ ہے میرے ساتھ محل کے دوسرے کونے والے کمرے میں آؤ۔ وہاں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

کیٹی نے پوچھا:

"مگر یہ سارا چکر کیا ہے؟ یہ کون سا ملک ہے؟ کون سی دنیا ہے اور کون سا زمانہ ہے؟"

سبز آنکھوں والے سانپ نے کہا:

"کیٹی بہن: یہ وقت اس قسم کی باتوں کا نہیں ہے یہ لوگ بڑے خونخوار ہیں۔ اگر تمہیں انہوں نے دیکھ لیا تو میں بھی پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گا۔ کیونکہ ان لوگوں پر سانپ کے کاٹے کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میرے ساتھ دوسرے کمرے میں آجاؤ۔"

سانپ نے کیٹی کو ساتھ لیا اور ایک خفیہ دروازے میں سے گزر کر برآمدے کے آخری کمرے میں آگیا۔ اس کمرے میں کوئی کھڑکی یا روشندان تک نہیں تھا۔ دروازہ بھی پتھر کا تھا۔ جو دیوار کی شکل میں تھا۔ سانپ نے دیوار پر ایک جگہ اپنی پھنکار ماری تھی۔ جس کے بعد دیوار ذرا پیچھے ہٹ گئی تھی۔ کمرے میں لکڑی کا ایک تخت پڑا تھا۔

سانپ نے کہا:

"تم اس جگہ بیٹھو۔ میں تھوڑی دیر بعد آکر تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا اور تمہیں یہاں سے نکال دوں گا۔"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کہہ کر سانپ جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا۔ کیٹی نے کوٹھڑی کا جائزہ لیا۔ یہاں کوئی روشندان یا کھڑکی نہیں تھی۔ لیکن اندر ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ روشنی دیوار کے نزدیک پتھروں میں سے نکل رہی تھی۔ خدا جانے اندر تازہ ہوا کہاں سے آ رہی تھی۔ کہ کیٹی کو ایک پل کے لئے بھی گھٹن کا احساس نہ ہوا۔ وہ خاموشی سے تخت پر بیٹھ گئی اور سانپ کا انتظار کرنے لگی۔ دوسری طرف سبز آنکھوں والا سانپ کیٹی کو خفیہ کمرے میں بٹھانے کے بعد سیدھا ویران محل کی تاریکی میں ایک اندھیری سیڑھیاں اتر کر چھوٹے سے تہہ خانے میں آ گیا جہاں وہی سیاہ فام عورت اور سیاہ فام مرد زمین پر بیٹھے تھے اور ان کی گردنوں میں جو سانپ پڑے تھے ان کو کسی جانور کے گوشت کے ٹکڑے کھلا رہے تھے۔ سبز سانپ کو دیکھتے ہی سیاہ فام مرد بولا:

" تم یہاں کس لئے آئے ہو۔؟"

سبز سانپ نے کہا:

" اژگر: تمہیں ایک خوش خبری سنانے آیا ہوں۔ ناگ دیوتا کی بہن اس وقت ہماری قید میں ہے۔ ناگ دیوتا سے انتقام لینے کا یہ سنہری موقع ہے۔"

سیاہ فام اژگر اور اس کی سیاہ فام عورت نے چونک کر سبز سانپ کی طرف دیکھا:

اژگر نے پوچھا:

" کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

سبز سانپ نے کہا:

" عظیم اژگر: تم چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو۔ ناگ دیوتا کی بہن اس وقت محل کے آخری کمرے میں بند ہے۔ اس نے خود کہا ہے کہ وہ ناگ دیوتا کی بہن ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ سانپوں کی زبان بول لیتی ہے اور اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو بھی آتی ہے۔"

سیاہ فام اژگر نے اپنی گردن والا سانپ سیاہ فام عورت کے حوالے کیا اور بولا:

" تم یہیں ٹھہرو۔ میں جا کر پتہ کرتا ہوں کہ کیا یہ عورت سچ مچ ناگ دیوتا کی بہن ہے۔"

سیاہ فام اژگر سبز آنکھوں والے سانپ کے ساتھ تہہ خانے سے نکل کر ویران محل کے برآمدے میں آ گیا۔ یہاں آتے ہی سیاہ فام اژگر نے کالے سانپ کا روپ بدل لیا۔ سبز سانپ اور وہ دونوں کیٹی والے کمرے میں آ گئے۔ کیٹی نے سبز آنکھوں والے سانپ کے ساتھ ایک کالے سانپ کو دیکھا تو سانپوں کی زبان میں سبز سانپ سے پوچھا۔

" یہ کون ہے جسے تم اپنے ساتھ لائے ہو؟"

سبز سانپ نے کہا:

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

" ناگ دیوتا کی عظیم بہن! یہ کالا سانپ یہاں کا کھوجی ہے
اسے محل سے نکلنے اور تمہاری دنیا میں واپس پہنچنے کے
سارے راستے معلوم ہیں۔"
اژگر یعنی کالے سانپ نے کیٹی کو ادب سے گردن جھکا کر سلام کیا
اور بولا:
" ہاں ناگ دیوتا کی عظیم بہن! میں تمہیں یہاں سے نکال کر تمہاری
دنیا میں پہنچا سکتا ہوں۔"
کیٹی نے سوال کیا:
" لیکن یہ کون سی دنیا ہے؟ یہ کس کا قلعہ ہے اور جو عورت
اس کمرے میں بے ہوش پڑی ہے وہ کون ہے؟"
اژگر سانپ بولا:
" ناگ دیوتا کی عظیم بہن! یہ مت پوچھو کہ یہ کون سی جگہ
ہے۔ یہ ایسی جگہ ہے کہ یہاں اگر انسان بدقسمتی سے پہنچ
جائے تو پھر زندہ کبھی واپس نہیں نکل سکتا۔ یہ تمہاری
خوش قسمتی ہے کہ تم عظیم ناگ دیوتا کی بہن ہو اور میں
تمہیں یہاں سے نکال دوں گا۔"
پھر اژگر سیاہ فام سانپ نے کیٹی سے اس کا نام پوچھا۔
کیٹی نے اپنا نام بتایا تو مکار اژگر سانپ نے پوچھا:
" ناگ دیوتا کس ملک میں ہوگا؟ تاکہ میں اس ملک میں

تمہیں یہاں سے نکال کر لے چلوں۔"
کیٹی نے کہا:
" اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ لیکن اتنا اندازہ
ہے کہ وہ اس وقت ملک ہندوستان کے شمالی علاقے
میں کہیں ہوگا۔ اس کے ساتھ ہمارے دوسرے دوست
اور ساتھی یعنی عنبر ماریا جوجی سانگ اور تھیو سانگ بھی ہوں
گے۔"
اژگر سانپ نے بڑی چالاکی سے ان تمام لوگوں کی خفیہ طاقتوں کے
بارے میں کیٹی سے معلومات حاصل کر لیں۔
پھر کہنے لگا!
" عظیم ناگ دیوتا کی بہن کیٹی! تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت
نہیں ہے۔ میں آج منہ اندھیرے آپ کے پاس آؤں گا اور
تمہیں یہاں سے نکال کر ملک ہندوستان کے شمال میں ناگ
دیوتا کو تلاش کر کے اس کے پاس پہنچا دوں گا۔ کیونکہ اب
یہ میرا فرض ہے۔"
کیٹی نے کہا!
" تمہیں اتنی تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم مجھے
صرف ہندوستان میں ہی پہنچا دینا۔ آگے میں خود عنبر
ناگ ماریا کو تلاش کر لوں گی۔"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ازگر سانپ بڑی مکاری سے بولا:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے عظیم ناگ دیوتا کی پیاری بہن! میں تمہیں ناگ دیوتا کے پاس پہنچا کر آؤں گا۔ یہ میرا فرض ہے اور میں ہر حالت میں اپنا فرض پورا کروں گا:"

کیٹی نے سوچا کہ اس میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر یہ کالا سانپ اس کے ساتھ ناگ تک جاتا ہے تو کیا ہوا۔ یہ تو ایک طرح سے کیٹی کو ناگ کو تلاش کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔

چنانچہ اس نے کہا!

"ٹھیک ہے بھائی۔ تم بے شک میرے ساتھ ہی رہنا مگر تمہارا نام کیا ہے۔ اور کیا تو انسانی شکل اختیار کر سکتا ہے:"

ازگر سانپ بولا:

"میرا نام ازگر سانپ ہے اور میں بے شک انسانی شکل بدل سکتا ہوں:"

کیٹی نے سوال کیا کہ تم یہاں سے لے کر کیسے نکلو گے؟

ازگر سانپ نے کہا!

"یہ بات تم مجھ پر ہی چھوڑو کیٹی بہن! میں تمہیں لے جاؤں گا چلیے بھی ۔۔۔ کیونکہ میں اس دنیا سے ہندوستان کی طرف جانے کے سارے راستے جانتا ہوں۔ صرف میرے ساتھ ایک ناگن ہو گی جو ہندوستان کے شمالی علاقے سے اچھی طرح واقف ہے۔"

کیٹی نے ناگن پر بھی کوئی اعتراض نہ کیا۔ ازگر سانپ مزید جلد آنے کا وعدہ کر کے سبز سانپ کے ساتھ چلا گیا۔ سبز سانپ کو اس نے محل کے کمرے میں ہی رہنے کا حکم دیا اور خود ویران محل کے تہہ خانے میں سیاہ فام عورت کے پاس چلا گیا۔ اور اسے ساری بات سنا دی اور کہا:

"ناگ دیوتا کو اپنے قبضے میں کر کے اس سے بدلہ لینے کا سنہری موقع آ گیا ہے۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ ہم منہ اندھیرے کیٹی کے ساتھ ملک ہندوستان کے شمالی علاقے کی طرف جا رہے ہیں۔ تمہیں میرے ساتھ ناگن بن کر رہنا ہو گا۔"

سیاہ فام عورت بولی!

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ ہم ناگ دیوتا کی تلاش میں ہندوستان کے شمالی علاقے میں جا رہے ہیں کیونکہ جس مقام پر ہمیں ناگ دیوتا سے بدلہ لینے کے لئے قربانی کے لئے جشن کرنا ہے وہ بھی ہندوستان کے شمالی علاقے میں پورنی پور کے پاس ہی ہے:"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اژگر خوش ہو کر بولا:

"ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ ناگ دیوتا کی بہن اپنے آپ ہمارے پاس آگئی۔ اس کی وجہ سے ہم ناگ دیوتا کو بڑی جلد تلاش کر لیں گے۔ کیونکہ کیٹی ناگ دیوتا کی خوشبو کو ہم سے زیادہ فضا میں محسوس کر لیتی ہے۔"

اسی طرح باتیں کرتے کرتے رات کا پچھلا پہر ہو گیا۔ تب اژگر سانپ نے سیاہ فام عورت سے کہا:

"اب تم اپنی جون بدل کر ناگن بن جاؤ۔"

سیاہ فام عورت نے کہا:

"میں لال ناگن کی شکل اختیار کروں گی۔ تم مجھے اسی نام سے پکارنا۔"

دوسرے لمحے سیاہ فام عورت نے اپنے حلق سے ایک پھنکار کی آواز نکالی اور فوراً ایک سرخ ناگن بن گئی۔ اژگر سانپ نے اسے اپنی گردن میں لپیٹ لیا اور سیدھا محل کے کونے والے کمرے میں کیٹی کے پاس آگیا۔ وہ اس وقت انسانی شکل میں تھا۔ مگر اس نے سیاہ فام آدمی والی شکل نہیں بنا رکھی تھی۔ کیونکہ اس شکل کو کیٹی پہچانتی تھی۔ اژگر سانپ ایک دبلے پتلے لمبے آدمی کی شکل میں تھا۔ اس نے جاتے ہی کیٹی کو سلام کیا اور بولا:

"عظیم ناگ کی بہن کیٹی! میں اژگر سانپ ہوں اور اب انسانی شکل میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ تمہیں یہاں سے نکال کر ملک ہندوستان کی طرف لے چلوں۔ کیا تم تیار ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"اژگر بھائی! میں تو کب سے تیار بیٹھی ہوں۔"

اژگر کی گردن میں لال سانپ لٹک رہا تھا۔ کیٹی نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا:

"یہ لال سانپ تمہاری ناگن ہے کیا؟"

اژگر بولا:

"ہاں کیٹی! یہ میری ناگن ہے۔ میں اسے لال ناگن کہہ کر پکارتا ہوں۔ یہ ملک ہندوستان کے شمالی علاقے کو اچھی طرح جانتی ہے۔ تم اس سے سانپ کی زبان میں پوچھ بھی سکتی ہو۔"

کیٹی نے لال ناگن کی طرف دیکھ کر کہا:

"لال ناگن! کیا تم نے ہندوستان دیکھا ہے؟"

لال ناگن نے جو اصل میں سیاہ فام عورت تھی اور ناگ دیوتا کو پکڑ کر اس کو پورش پور کے دیوتا کے آگے قربان کرنے میں سیاہ فام اژگر کے ساتھ ملی ہوئی تھی بڑے ادب سے کیٹی کو سلام کر کے بولی:

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! میں شمالی علاقے میں کئی بار جا چکی ہوں

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہندوستان کا یہ علاقہ میری نظروں میں ہے۔ مگر کیا تمہیں یقین ہے کہ ناگ دیوتا وہیں ہوگا؟"

کیٹی کو کیا پتہ تھا کہ یہ دونوں مکار انسان ناگ دیوتا کی سراغرسانی کر رہے ہیں اور وہ ناگ کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا:

"کیوں نہیں: مجھے یقین ہے کہ وہ تبت کے علاقے سے نکل کر ابھی تک شمالی علاقے میں ہی ہوں گے"

لال ناگن بولی:

"تم بالکل نہ گھبراؤ کیٹی بہن: ہندوستان کے شمال میں ٹیکسلا سے دور پورش پور کے پاس ایک پہاڑی غار ہے جس کے اندر میرا ایک رشتے دار سانپ رہتا ہے اس کے پاس ایک ایسا شیشہ ہے جس میں ناگ دیوتا جہاں بھی ہوگا ہمیں نظر آجائے گا۔ میں تمہیں اپنے رشتے دار سانپ کے پاس لے چلوں گی"

کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ کہنے لگی:

"جب تو ہم سیدھا اس غار میں ہی جائیں گے۔ تمہارا کیا خیال ہے اژگر بھائی؟"

اژگر کو تو ساری سازش کا علم تھا۔ بولا:

"بالکل ٹھیک ہے کیٹی بہن: ہم پہلے پورش پور والے اس پہاڑی غار میں ہی جائیں گے۔ اب چلو یہاں سے نکل چلتے ہیں"

اژگر نے کیٹی کو ساتھ لیا۔ تہہ خانے کے خفیہ راستے سے نکل کر ایک اندھیری سرنگ میں آگیا۔ اس نے موم بتی روشن کرکے ہاتھ میں تھام رکھی تھی۔ سرنگ کافی تنگ تھی مگر اژگر اس راستے سے واقف تھا وہ دیر تک اس سرنگ میں چلتے رہے۔ آخر سرنگ نے انہیں ایک بہت بڑے پہاڑ کے قریب ایک دریا کے کنارے نکال دیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ پہاڑ کے دامن میں دریا کے ساتھ ساتھ ہری بھری گھاس میں پھول ہوا میں لہرا رہے ہیں اور نازک ٹہنیوں والے درختوں کی قطار دور تک چلی گئی ہے۔ کیٹی نے خوش ہوکر پوچھا:

"اژگر بھائی! یہ کون سی جگہ ہے؟"

اژگر نے مسکرا کر کہا:

"کیٹی بہن! یہ ہندوستان کا شمالی علاقہ ہے۔ اور اگر ہم اس دریا کے پار جائیں تو ہم ٹیکسلا شہر پہنچ جائیں گے"

کیٹی نے اطمینان کا سانس لیا۔ بڑی مشکل سے اسے ایک مصیبت سے نجات ملی تھی۔ اب اسے افراسیاب کا خیال آرہا تھا کہ وہ کہاں ہوگا؟ جزیرے سے نکلا بھی ہوگا کہ نہیں! کیونکہ جب تک کیٹی منتر پڑھ کر اسے پرانے زمانے میں نہیں بھیجتی وہ واپس اپنی دنیا میں نہیں

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا سکتا تھا۔ اچانک کیٹی کو فلیش بیک منتر کا خیال آ گیا۔ یہ دیکھ کر اسے سخت ناامیدی اور مایوسی ہوئی۔ کہ اسے ابھی تک وہ منتر یاد نہیں آ رہا تھا جس کو سات بار پڑھنے سے وہ قدیم زمانے سے سوائے خدا کے برگزیدہ بندوں کے پیغمبروں اور بزرگ لوگوں کے جس کو چاہے بلا سکتی تھی۔ صرف اس منتر سے وہ خدا کے نیک بزرگ لوگوں اور پیغمبروں کو نہیں بلا سکتی تھی۔ کیٹی کو بڑی پریشانی تھی کہ اس کو وہ منتر یاد کیوں نہیں آ رہا ہے اس نے اژگر سے اس بارے میں بات کرنی مناسب خیال نہ کی اور خاموش رہی۔

دریا کے کنارے اسے یونانی اور ہندوستانی لوگ ایک گھاٹ پر بیٹھے نظر آئے۔ کیٹی سمجھ گئی کہ یہ وہ زمانہ ہے جب ٹیکسلا پر سکندر نے حملہ کیا تھا اور یونان کے لوگ یہاں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ یہ دریا کا گھاٹ تھا اور لوگ دریا پار کرنے کے لئے کشتی کا انتظار کر رہے تھے اژگر اور کیٹی بھی ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ اژگر نے لوگوں کے تجسس سے اور ان کے سوالوں سے بچنے کے لئے لال ناگن کو اپنے لمبے کرتے کی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر میں دریا کے دوسرے کنارے سے مسافروں کو لے کر کشتی وہاں آ گئی۔ مسافر اتر گئے کشتی خالی ہو گئی اور ادھر کے مسافر کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی مسافروں کو لے کر دریا میں دوسرے کنارے کی طرف روانہ ہو گئی۔ اژگر اور کیٹی کشتی میں ایک دوسرے کے قریب ہی بیٹھے تھے۔ اچانک لال ناگن اژگر کی جیب سے رینگتی ہوئی باہر نکل آئی۔ ایک یونانی بوڑھے نے ناگن کو دیکھا اور حیران ہو کر اژگر کی طرف تکنے لگا۔ کیونکہ لال ناگن کے بارے میں اس نے ایک یونانی کتاب میں پڑھ رکھا تھا کہ اگر لال ناگن کو کسی طرح قابو میں کر لیا جائے تو انسان کی عمر لمبی ہو جاتی ہے۔

O

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اژگر سانپ

کشتی دریا کے پار پہنچ گئی۔

سب مسافر اتر کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیٹی بھی اژگر کے ساتھ کشتی سے اتر پڑی۔ اژگر نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"وہ جو سامنے ایک ٹیلہ ہے۔ اس ٹیلے کے پار ٹیکسلا کا مشہور شہر آباد ہے جس پر چندر گپت کا راج ہے۔"

کیٹی نے ٹیکسلا کے شہر میں پہنچتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ فضا میں ناگ عنبر ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی۔ مگر اس شہر کی فضا میں ان میں سے کسی کی خوشبو نہیں تھی۔ کیٹی نے اژگر کو بتایا کہ اس شہر میں ناگ عنبر ماریا میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر وہ ہوتے تو ان کی خوشبو ضرور آتی۔ اژگر نا امید نہیں ہوا تھا۔ اسے یقین تھا کہ کیٹی بہت جلد ناگ کا سراغ لگا لے گی۔ اور پھر وہ لال ناگن کی مدد سے اسے اپنے قابو میں کر کے دیوتا کی بھینٹ چڑھائے گی۔ دیوتا کی رسم پوری ہو جائے گی۔ جس کے معاوضہ میں دیوتا اسے دولت سے مالا مال کر دے گا۔ ناگ سے بدلہ وہ اس لئے لینا چاہتا تھا کہ اس نے اپنے باپ دادا سے سن رکھا تھا کہ ان کے خاندان کا سردار ایک بار ایک خزانے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ کہ ناگ دیوتا نے اسے ڈس کر مار ڈالا۔ یوں ان کے سردار کی جان بھی گئی اور انہیں دولت بھی نہ مل سکی جس کی وجہ سے وہ آج تک غریب چلے آ رہے ہیں۔ یہی کچھ سوچتا وہ کیٹی کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ لال ناگن اس کی صدری کی جیب میں تھی۔ اس کے پیچھے یونانی بوڑھا بھی لگا ہوا تھا۔ جو لال ناگن کو اپنی عمر لمبی کرنے کے لئے اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا۔

کیٹی کسی سرائے میں اتر کر وہاں عنبر ناگ ماریا وغیرہ کا انتظار کرنا چاہتی تھی۔ اژگر کا ارادہ اسے پورشش پور لے جانے کا تھا۔ کیونکہ جس دیوتا پر اس نے ناگ کو قربان کرنا تھا۔ وہ پورشش پور کے قریب ہی ایک ویران مندر کے کھنڈر میں تھا۔ لیکن کیٹی نے کہا کہ وہ کچھ روز ٹیکسلا میں رہ کر عنبر ناگ کا انتظار کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اژگر کو بھی مجبور ہو کر وہاں رہنا پڑ گیا۔

وہ ایک سرائے میں اتر گئے۔ انہوں نے دو کوٹھریاں کرائے پر حاصل کر لیں۔ دونوں کوٹھریاں ساتھ ساتھ تھیں۔ یونانی بوڑھا ابھی تک ان کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اژگر اور کیٹی کو ابھی تک یہ علم نہیں تھا کہ یہ بوڑھا ان کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ بوڑھا یونانی انہیں سرائے میں ٹھہرتا دیکھ کر واپس چلا گیا۔ اب اس نے وہاں

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے تیز تیز چلنا شروع کر دیا۔ وہ سیدھا اپنے مکان پر آ گیا۔

یہ یونانی بوڑھا جڑی بوٹیوں کا بڑا ماہر تھا۔ اس کے پاس ایک ایسی بوٹی تھی کہ اگر اس کی دھونی دی جائے تو آدمی فوراً بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اس نے اس بوٹی کو پیس کر اس کا سفوف بنا رکھا تھا۔ یونانی بوڑھے نے فقیر کا بھیس بدلا اور رات کا اندھیرا ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب رات ہو گئی اور اندھیرا چھا گیا تو وہ فقیر کے بھیس میں کشکول ہاتھ میں لے کر بھیک مانگتا ہوا اس سرائے میں آ گیا جہاں اژگر اور کیٹی ٹھہرے ہوئے تھے۔

یونانی نے دیکھ لیا تھا کہ اژگر کس کوٹھڑی میں ہے۔ لال ناگن اژگر ہی کے پاس تھی۔ وہ اندھیرے میں دبے پاؤں چلتا اژگر کی کوٹھڑی کے عقب میں آ گیا۔ یہاں کوٹھڑی کی ایک کھڑکی تھی جو بند تھی۔ اس کھڑکی کے نیچے سوراخ تھا۔ یونانی نے کان لگا کر سنا اسے اژگر کے خراٹوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے آہستہ سے کھڑکی کو دھکیلا۔ کھڑکی کھل گئی۔ یونانی نے جھانک کر اندر دیکھا۔ اژگر چارپائی پر گہری نیند سو رہا تھا۔ یونانی کو خطرہ تھا کہ اگر لال ناگن نے اسے دیکھ لیا تو کہیں ڈر کر بھاگ نہ جائے۔ یا اس نے پھنکار ماری تو اژگر کی آنکھ نہ کھل جائے۔ اژگر نے بے ہوشی کا سفوف ایک پوٹلی میں باندھ رکھا تھا۔ اس نے پوٹلی کو آگ لگا دی۔ سفوف میں سے دھواں نکلنے لگا۔ یونانی بوڑھے نے پوٹلی کو کوٹھڑی کے اندر پھینک کر کوٹھڑی کی کھڑکی بند کر دی۔ اور خود وہاں سے دور چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ واپس آیا۔ کھڑکی کھولی تو اندر سے دھواں باہر نکلنے لگا۔ یونانی جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ جب سارا دھواں کوٹھڑی میں سے نکل گیا تو وہ کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ اژگر اسی طرح سو رہا ہے۔ اصل میں وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس نے اس کی صدری کے اندر ہاتھ ڈالا۔ لال ناگن جیب میں تھی۔ مگر وہ بھی بے ہوش ہو چکی تھی۔ یونانی بوڑھے کی خوشی سے آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس نے لال ناگن کو رومال میں باندھا اور جدھر سے آیا تھا ادھر کو بھاگ گیا۔

رات کے اندھیرے میں ہی وہ اپنے مکان پر پہنچ گیا۔ اس یونانی کے پاس ایک ایسی چمکیلی بوٹی کا سفوف بھی تھا کہ اگر اسے ایک تنکے کے برابر کسی کے منہ میں ڈال دیا جائے تو وہ انسان یا جانور اپنی یادداشت بھول جاتا تھا۔ اسے یہ خبر نہیں رہتی تھی کہ وہ کون ہے اور اس کے پاس کون کون سی طاقت ہے۔ یونانی کو معلوم تھا کہ سانپ کے پاس ایک ہی طاقت ہوتی ہے کہ وہ ڈس کر دشمن کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔ اور سانپ کو اس طاقت کا احساس اس کی یادداشت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر اس کی یادداشت ختم کر دی جائے تو سانپ کو یہ یاد ہی نہیں رہے گا کہ وہ ڈس سکتا ہے۔ اس کو اپنی

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طاقت کا احساس نہیں رہے گا۔ ناگن بھی ایک سانپ ہی تھی یونانی سب سے پہلے اس کی یادداشت ختم کر دینا چاہتا تھا تاکہ کسی مرحلے پر وہ اسے بے خبری میں ڈس نہ دے۔ اگرچہ یونانی کے پاس سانپ کے کاٹے کا تریاق موجود تھا مگر ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ یہ لال ناگن اتنی زہریلی ہو کہ اس کے کاٹنے کے بعد یونانی کو اتنی مہلت ہی نہ مل سکے کہ وہ تریاق استعمال کر سکے۔ چنانچہ اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ لال ناگن کو پنجرے میں سے نکال کر اس کا منہ کھولا اور اس میں چمکیلی بوٹی کے سفوف کو پانی میں گھول کر ڈال دیا۔ اس نے لال ناگن کا منہ بند کر دیا

پھر لال ناگن کو ایک جالی دار چھوٹے سے پنجرے میں بند کر کے بے فکر ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ لال ناگن پر بے ہوشی کی دوا کا اثر رات تک رہے گا۔ اور سورج نکلنے کے بعد وہ ہوش میں آ جائے گی صبح جب یونانی کی آنکھ کھلی تو سورج کب کا نکل چکا تھا۔ وہ جلدی سے لال ناگن کے پنجرے کے پاس آ گیا۔ لال ناگن کو ہوش آ چکا تھا مگر وہ بے حد سست اور بے حس ہو کر بیٹھی تھی۔ یونانی نے پنجرے کا دروازہ کھول کر کپڑے کو اس کے آگے کر دیا۔ مگر لال ناگن نے اس کپڑے کو نہ ڈسا۔ چمکیلی بوٹی اپنا اثر دکھا چکی تھی۔ لال ناگن کی یادداشت معطل ہو چکی تھی۔ یونانی نے اب اپنی انگلی اس کے آگے کر دی۔ تریاق اس نے پہلے سے اپنے

پاس رکھ لیا تھا۔ مگر لال ناگن نے یونانی کی انگلی کو بالکل نہ کاٹا۔

حقیقت بھی یہ تھی کہ لال ناگن اپنی یادداشت کھو چکی تھی اسے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ وہ سیاہ فام عورت ہے اور اژدگر کے ساتھ ناگ دیوتا کو قابو میں کرنے اور اسے پورش پور کے دیوتا پر قربان کرنے کے لیے ٹیکسلا آئی تھی۔ اور ایک سرائے میں کیٹی کے ساتھ ٹھہری تھی۔ وہ یہ بھی بھول گئی تھی کہ وہ سانپ ہے اور اس کا کام ہی کاٹنا ہے۔ اور ڈسنا ہے

جب یونانی کو مکمل طور پر یقین ہو گیا کہ لال ناگن مکمل طور پر اس کے قبضے میں آ گئی ہے تو وہ اسے لے کر شہر سے دور پہاڑی کے ایک ویران خشک کنوئیں میں آ گیا۔ اس کنوئیں کے اندر اس نے ایک خاص کوٹھڑی بنا رکھی تھی جہاں وہ جڑی بوٹیوں کے تجربے کرتا رہتا تھا۔ اس نے لوہے کو سونا بنانے والی بوٹی بھی تلاش کر لی تھی۔ مگر وہ اب بوڑھا ہو گیا تھا اور مرنے کے قریب تھا۔ اب سونا چاندی اس کے لیے بے کار تھا۔ ایک من سونا بھی اس کو بڑھاپے کی موت سے نہیں بچا سکتا تھا۔ وہ صرف اپنی عمر لمبی کرنا چاہتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ دیر تک دنیا میں زندہ رہنا چاہتا تھا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ لال ناگن کو قابو میں کرے

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ی گردن کاٹ کر اس پر خاص قسم کی جڑی بوٹیوں کا تیل لے
پھر ناگن کی سری کو اپنی گردن میں لٹکائے۔ جب تک سانپ
کی سری اس کی گردن میں لٹکی رہے گی۔ وہ مر نہیں سکے گا۔

ویران کنوئیں میں اترنے کے لئے یونانی نے ایک خفیہ سرنگ بنا رکھی تھی۔ کنوئیں کے اندر آکر اس نے لال ناگن کو ایک پٹاری میں بند کیا۔ اور جڑی بوٹیوں کے تیل کی بوتل اپنے قریب رکھ لی۔ اب لال ناگن کو پٹاری سے نکالا اور چاقو سے اس کی گردن کاٹ کر الگ کر دی۔ اس کے بعد لال ناگن کے سر کو جڑی بوٹیوں کے تیل سے صاف کیا اور جب ناگن کی سری خشک ہو گئی تو اسے ڈوری میں باندھ کر اپنی گردن میں لٹکا لیا۔ یونانی بوڑھا اپنی اس کامیابی پر بہت خوش ہوا۔ کہ اب اس کی عمر لمبی ہو گئی ہے اور وہ اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک کہ لال ناگن کی سری اس کی گردن میں موجود ہے۔ وہ اس حقیقت کو بھولا ہوا تھا کہ موت سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ جب اس کا وقت آ جاتا ہے تو وہ آ جاتی ہے۔ یونانی ٹیکسلا شہر میں اپنی بوٹیوں کی دکان پر آکر بیٹھ گیا۔ اور دکانداری میں مصروف ہو گیا۔

دوسری طرف جب صبح سورج نکلنے کے بعد اثر گم کو ہوش آیا تو یہ جان کر اس کا رنگ اڑ گیا کہ لال ناگن غائب تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ سو کر نہیں اٹھا بلکہ بے ہوشی سے ہوش کی دنیا میں آیا ہے۔ وہ بھاگ کر کیٹی کی کوٹھڑی میں گیا۔ کیٹی ابھی تک سو رہی تھی۔ اس نے کیٹی کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ جب کیٹی سو کر اٹھی تو اثر گم نے اسے بتایا بتایا کہ لال ناگن کہیں روپوش ہو گئی ہے۔

کیٹی نے کہا!

"میں ابھی کسی سانپ کو بلا کر اس کے بارے میں پتہ کرتی ہوں۔"

کیٹی نے سانپ کی آواز میں کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی دیر میں ایک سانپ حاضر ہو گیا۔ کیٹی نے لال ناگن کے بارے میں اس سے پوچھا تو وہ بولا:

"ناگ دیوتا کی بہن! میں یہاں کسی لال ناگن کو نہیں دیکھ رہا۔ ہو سکتا ہے وہ شہر سے باہر جا چکی ہو اور میں غیب دان نہیں ہوں۔ غیب کا حال تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔"

کیٹی نے سانپ کو واپس بھیج دیا۔

اثر گم نے کہا!

"کیٹی بہن! یہ تو برا ہوا۔ اب میری لال ناگن مجھے صرف ایک ہی صورت میں مل سکتی ہے کہ ناگ دیوتا بڑے

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیشناگ کو حکم کرے کہ لال ناگن جہاں کہیں بھی
ہو اسے حاضر کیا جائے۔ اس لئے اب ناگ دیوتا سے
میرا ملنا بھی ضروری ہو گیا ہے۔"

کیٹی کہنے لگی:

"میں نے پہلے بھی تمہیں نہیں روکا تھا۔ اب بھی نہیں
روک رہی ہوں اژگر بھائی۔ تم نے مجھے ایک دہشت
ناک مصیبت سے نکالا ہے۔ میں تمہاری جس قدر بھی
خدمت کر سکی کروں گی۔ ناگ ملا تو اسے سب سے
پہلے تمہاری سفارش کروں گی۔ تاکہ لال ناگن تمہیں واپس
مل جائے۔"

اژگر نے کہا:

"میری رائے میں ہمیں اب یہاں سے آگے چل دینا چاہئے
آگے پورش پور کا شہر ہے۔ ہو سکتا ہے ناگ دیوتا
سے وہاں ملاقات ہو جائے۔"

کیٹی نے بھی سوچا ٹیکسلا میں رہ کر اب کیا کروں گی۔ ممکن
ہے ناگ عنبر ماریا آگے کسی شہر میں ہوں۔ چنانچہ وہ اسی روز
اژگر کے ساتھ پورش پور کے لئے روانہ ہو گئی۔ پورش پور وہاں
سے ایک دن کے سفر پر تھا۔ پورش پور لانے سے اژگر کا
ایک یہ مقصد بھی حل ہو جاتا تھا۔ کہ وہ اس زیرِ سمندر کے

قریب آ جاتا تھا جہاں اس نے ناگ دیوتا کو دیوتا کے بت کے
آگے قربان کرنا تھا۔ اسے پوری امید تھی کہ ناگ دیوتا وہاں
ضرور مل جائے گا۔ وہ جب پورش پور کے قدیم شہر میں پہنچے تو
شام کے دیئے مکانوں اور دکانوں پر روشن ہو گئے تھے
اس شہر میں بھی یونانی اور ہندی لوگوں کی آبادی تھی یہاں
بھی وہ ایک سرائے میں آ کر ٹھہر گئے۔

کیٹی نے یہاں آتے ہی فضا میں سونگھ کر دیکھ لیا تھا کہ
عنبر ناگ ماریا میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی ہے۔ اژگر
نے کہا: کہ ہم یہاں کچھ روز قیام کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ
ناگ دیوتا کا کوئی سراغ مل جائے۔ شام کو انہوں نے کھانا
کھایا اور اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں چلے گئے۔ اژگر کو ابھی تک
یہ معلوم نہیں تھا کہ کیٹی ایک خلائی مخلوق ہے۔ کیٹی نے
یہاں بھی قدیم زمانے سے لوگوں کو بلانے والا منتر یاد کرنے
کی کوشش کی مگر اسے وہ منتر بالکل یاد نہ آیا۔ اب وہ
پریشان ہو گئی تھی کہ آخر اسے یہ منتر کیوں بھول گیا ہے۔ اسے
افراسیاب کا خیال بھی آتا کہ وہ جزیرے سے نکل کر نہ جانے
کس طرف چل دیا ہوگا۔

اب ہم تھوڑی دیر افراسیاب کی طرف چلتے ہیں۔ جب
کیٹی جزیرے میں گم ہو گئی اور افراسیاب کو اس کا کوئی

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سراغ نہ ملا تو ایک روز اس نے کسی دوسرے ملک میں جانے کا فیصلہ کیا اور اپنی زنبیل میں سے سلیمانی ٹوپی نکال کر سر پر اوڑھی اور غائب ہو گیا۔ غائب ہوتے ہی اس نے فضا میں پرواز شروع کر دی۔ جب وہ دوبارہ زمین پر آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ سرسبز و شاداب پہاڑیوں کے درمیان ایک ایسی سڑک پر آ گیا ہے جہاں آگے ایک قافلہ چلا جا رہا تھا۔ قافلے کے گھوڑے اور اونٹ اسے دکھائی دیے۔ افراسیاب دوڑ کر قافلے میں شامل ہو گیا۔ اس نے ایک مسافر سے پوچھا کہ یہ قافلہ کدھر جا رہا ہے؟ اس نے تعجب سے افراسیاب کی طرف دیکھا اور بولا:

"کیا تمہیں نہیں معلوم کہ یہ قافلہ ملک ایران کی طرف جا رہا ہے۔؟"

افراسیاب نے سلیمانی ٹوپی اتار کر اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ کہنے لگا:

"بھائی: میں اس علاقے میں اجنبی ہوں۔ قافلے کو دیکھ کر ادھر آ گیا ہوں۔ مجھے بھی ایران ہی کی طرف جانا ہے۔"

افراسیاب نے سوچا کہ اب کیٹی کا ملنا تو مشکل ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وہ ایران سے ہوتا ہوا اپنے آبائی شہر بغداد چلا جائے۔ چنانچہ وہ قافلے میں شامل ہو گیا۔ جب قافلے کے سالار نے دیکھا کہ ایک مسافر کرایہ ادا کیے بغیر قافلے میں آن شامل ہوا ہے تو وہ افراسیاب کے پاس آ کر بولا:

"تم نے کرایہ ادا نہیں کیا اس لئے میں تمہیں اپنے قافلے کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

اس زمانے میں مسافر جب قافلے کے ساتھ سفر کرتے تھے تو چوروں ڈاکوؤں اور جنگلی درندوں سے محفوظ ہو جاتے تھے کیونکہ قافلے کے ساتھ ایک حفاظتی دستہ بھی سفر کرتا تھا۔ جن کے پاس تلواریں نیزے اور تیر کمان ہوتے تھے۔

افراسیاب ویسے بھی ہوا میں غائب ہو کر سفر کر سکتا تھا۔ مگر اسے ایران کو جانے والے راستے کا علم نہیں تھا۔ وہ راہ میں بھٹک بھی سکتا تھا۔ یہ راستے صرف قافلے والے ہی جانتے تھے۔

افراسیاب نے پوچھا:

"بھائی: تمہارا کرایہ کتنا ہے۔ میں ادا کر دیتا ہوں۔"

قافلہ سالار کہنے لگا:

"شکل سے تو تم مجھے کوئی بھکاری لگتے ہو۔ یا کوئی مسخرے معلوم ہوتے ہو۔ تم اتنی رقم کہاں سے ادا کرو گے۔؟ کیا تم سونے کے بیس ٹکے ادا کر سکتے ہو۔؟"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

افراسیاب کو سخت غصہ آیا۔ اس نے زنبیل میں ہاتھ ڈالا اور ایک تھیلی باہر نکال کر قافلہ سالار کے آگے زمین پر الٹ دی۔ تھیلی میں سے سونے کے سکوں کے ساتھ قیمتی اور انمول ہیرے جواہرات بھی باہر گر پڑے۔ ایسے جواہرات سالار قافلہ نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ وہ تو دنگ ہو کر رہ گیا۔ فوراً معذرت کرنے لگا۔ یعنی عذر پیش کرنے لگا۔ کہ بھائی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے معاف کر دینا۔ میں نے تمہیں غلط سمجھا

افراسیاب کو اچانک خیال آیا کہ وہ تو سلیمانی ٹوپی پہن کر بھی اس قافلے کے ساتھ سفر کر سکتا ہے۔ اس نے فوراً سونے کے سارے سکے اور ہیرے جواہرات زمین پر سے اٹھا کر تھیلی میں ڈالے۔ تھیلی کو زنبیل میں ڈال دیا اور بولا:

"اے گستاخ آدمی! اب میں تجھے کرایہ بھی نہیں دوں گا اور تمہارے گھوڑے پر سوار ہو کر تمہارے قافلے کے ساتھ سفر بھی کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی افراسیاب نے سلیمانی ٹوپی اپنے سر پر پہن لی ٹوپی کے پہنتے ہی وہ غائب ہو گیا۔ قافلہ سالار نے مسافر کو اچانک غائب ہوتے دیکھا تو دہشت کے مارے اس کو پسینہ آگیا۔ افراسیاب نے اسے دھکا دے کر پرے کیا اور خود گھوڑے پر بیٹھ گیا اور بولا:

"تو مجھے دیکھ نہیں سکتا۔ مگر میں تمہارے گھوڑے پر مزے سے بیٹھا ہوں۔ اور تمہارے قافلے میں شامل ہو گیا ہوں۔ اب قافلے کو لے کر چل"

قافلہ سالار تو سخت ڈرا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ گھوڑے کی پیٹھ خالی ہے مگر گھوڑے کی باگیں اپنے آپ اوپر کو اٹھی ہوئی ہیں اور وہ ایسے چل رہا ہے جیسے اسے کوئی چلا رہا ہے۔ وہ دوسرے گھوڑے پر بیٹھ گیا اور قافلہ اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اسی طرح قافلے کے ساتھ سفر کرتا افراسیاب ملک ہندوستان پہنچ گیا۔ ابھی وہ ٹیکسلا نہیں پہنچا تھا۔ ٹیکسلا ابھی ایک رات اور ایک دن کے سفر پر تھا۔ کہ قافلہ اتناپور کے شہر کی کارواں سرائے میں آکر رک گیا۔ آج سے دو ہزار برس پہلے اتناپور اس جگہ آباد تھا جہاں آج کل ہری پور ہزارہ ایبٹ آباد ہے۔ اس زمانے میں بھی یہ شہر بڑا خوب صورت تھا۔ اور یہاں چاروں طرف پھل دار باغ تھے اور ان میں پہاڑی چشمے بہتے تھے۔

افراسیاب کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ یہاں عنبر ناگ 'ماریا' جولی سانگ اور تھیو سانگ پہلے ہی سے موجود ہیں۔ افراسیاب ان لوگوں سے ملا نہیں تھا مگر کیٹی کی زبانی اس نے ان کے بارے میں اور ان میں سے ہر ایک کی طاقت کے بارے میں اس کو سب کچھ معلوم ہو چکا تھا۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ تبت سے ایک قافلے
کے ساتھ سفر کرتے اور راستے میں کیٹی کا کھوج لگاتے اتناپور
کافی دنوں کے بعد پہنچے تھے۔ وہ سرائے کی تین کوٹھڑیوں میں
ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہیں یہاں آئے دو دن ہو گئے تھے۔
اس دوران میں انہوں نے شہر اتناپور میں کیٹی کو تلاش کرنے
کی بہت کوشش کی تھی۔ مگر وہ اسے کہیں نہ ملی تھی۔ اب وہ
اگلے شہر جانے کے لئے کسی قافلے کا انتظار کر رہے تھے۔ جب
پیچھے سے ایران جانے والا قافلہ آیا تو عنبر نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھائی! میرا خیال ہے کہ یہ قافلہ دو دن یہاں آرام
کرنے کے بعد ملک ایران کی طرف جائے گا۔ کیوں نہ ہم
ایران چلے جائیں؟"

ناگ نے جولی سانگ اور تھیو سانگ کی طرف دیکھا جیسے پوچھ
رہا ہو کہ تمہارا کیا خیال ہے۔ ماریا بھی غیبی حالت میں ان کے پاس
بیٹھی تھی۔

کہنے لگی:

"ناگ بھیا نے میری طرف اس لئے نہیں دیکھا کہ میں
اسے دکھائی نہیں دیتی"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"دکھائی نہیں دیتی ہو مگر تمہاری خوشبو آ رہی ہے اور
خوشبو بتا دیتی ہے کہ تم کہاں بیٹھی ہو۔ چلو تم بھی بتاؤ
کہ عنبر نے جو رائے دی ہے اس کے بارے میں تمہارا
کیا خیال ہے۔؟"

ماریا بولی:

"جولی سانگ تمہارا کیا خیال ہے؟"

جولی سانگ کہنے لگی:

"جب ہمیں سفر ہی کرنا ہے۔ تو ٹھیک ہے ہم ایران
کی طرف چلے چلتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں کیٹی
سے ملاقات ہو جائے۔ کیوں تھیو سانگ بھیا! تم کیا سوچ
رہے ہو۔؟"

تھیو سانگ بولا:

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کیٹی بڑے پر اسرار حالات
میں ہم سے جدا ہوئی ہے۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے
کہ وہ جس ملک میں ہم سے جدا ہوئی ہے ہم اسی ملک
کی فضا میں رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اسی ملک میں ہمیں
کہیں نہ کہیں ضرور مل جائے گی۔"

عنبر نے کہا:

"تو گویا ہمیں ملک ہندوستان میں ہی رہنا چاہئے اور
ایران جانے کا خیال دل سے نکال دینا چاہئے۔"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا:

"میں تھیو سانگ کے خیال کی تائید کرتا ہوں۔ ہمیں اسی ملک میں رہ کر کیٹی کو تلاش کرنا چاہیے۔"

عنبر کہنے لگا:

"تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم دو ایک روز اسی شہر اشتاپور میں ٹھہرتے ہیں۔ اس کے بعد آگے ٹیکسلا چلے جائیں گے۔ وہاں بھی کیٹی کا سراغ نہ ملا تو پھر آگے پورش پور اور وہاں سے گندھارا کے شہر میں آجائیں گے۔ اس عرصے میں خدا نے چاہا تو کیٹی ہمیں ضرور مل جائے گی۔"

ماریا نے کہا:

"بالکل ٹھیک ہے۔"

شام ہونے والی تھی۔ عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیوسانگ سرائے کے باہر ایک جگہ الاؤ روشن کئے بیٹھے تھے۔ اور قہوہ وغیرہ پی رہے تھے۔ موسم سرد تھا۔ اگرچہ انہیں سردی بالکل نہیں لگ رہی تھی لیکن دوسرے مسافروں پر ظاہر کرنے کے لئے کہ انہیں بھی عام انسانوں کی طرح ٹھنڈ لگتی ہے وہ آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھ گئے تھے۔ ویسے بھی ان دوستوں کو کھلی ہوا زیادہ پسند تھی اور کیٹی کی خوشبو کسی طرف سے آتی تو اسے کھلی فضا میں بڑی جلدی محسوس کر سکتے تھے۔ اتنے میں ماریا نے سرائے کے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ کون مسخرا آرہا ہے سرائے میں؟"

عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ افراسیاب کی طرف دیکھنے لگے۔ جو سلیمانی ٹوپی جیب میں ڈالے عجیب شکل بنائے اپنی لمبی گردن کو جھکائے ادھر ادھر دیکھتا سرائے کے مالک کی طرف چلا آرہا تھا۔

ناگ بولا:

"مجھے تو یہ کسی دربار کا مسخرہ لگتا ہے۔"

تھیو سانگ بولا:

"مگر اس کا لباس تو درباری مسخروں ایسا بالکل نہیں ہے۔"

افراسیاب سرائے کے مالک کے پاس جاکر بولا:

"کیوں بھائی سرائے میں ہمیں کوئی کوٹھڑی رہنے کے لئے مل جائے گی؟"

سرائے کے مغرور اور دولت مند مالک نے افراسیاب کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور بولا:

"بابا معاف کر۔ یہاں فقیروں بھکاریوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

افراسیاب کو سخت غصہ آ گیا۔ اس نے فوراً جیب سے سلیمانی ٹوپی نکال کر سر پر پہنی اور غائب ہو گیا۔ غائب ہوتے ہی اس نے سرائے کے مالک کی موٹی گردن دبوچ لی اور بولا:

"اب سرائے میں کوٹھڑی دے گا کہ نہیں؟ بول"

سرائے کا مالک خوف کے مارے بے ہوش ہو گیا۔ عنبر، ناگ ماریا اور جولی سانگ تھیو سانگ نے جب اس دبلے پتلے مسخرے سے آدمی کو ایک دم غائب ہوتے دیکھا تو حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔

ناگ کے منہ سے نکلا:

"میرے خدا! جسے ہم مسخرہ سمجھ رہے تھے وہ تو کوئی زبردست جادوگر ہے۔"

عنبر بولا:

"یہ غائب ہو گیا ہے۔"

جولی سانگ نے کہا:

"اس نے جیب سے ایک ٹوپی نکال کر پہنی تھی۔"

تھیو سانگ نے کہا:

"یہ معمہ ماریا ہی حل کر سکتی ہے۔ کیوں ماریا تمہیں یہ آدمی غیبی حالت میں نظر آ رہا ہے کہ نہیں؟"

ماریا نے حیرانی سے کہا:

"بالکل نہیں۔ وہ مجھے بھی نظر نہیں آ رہا۔ اس معمے کو حل کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ میں ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں کہ یہ جادوگر کون ہے؟"

ناگ بولا:

"خبردار رہنا۔ کہیں تم پر بھی طلسم نہ ہو جائے۔"

ماریا نے کہا:

"فکر نہ کرو ناگ۔ میں ابھی واپس آ جاتی ہوں۔"

اور ماریا اچھل کر فضا میں بلند ہوئی اور جہاں افراسیاب غائب ہوا تھا۔ وہاں پہنچ گئی۔ جونہی وہ افراسیاب کے قریب آئی وہ چونک پڑی۔ اسے اس جگہ سے کیٹی کی ہلکی مدھم خوشبو آ رہی تھی۔ یہ افراسیاب کے کپڑوں سے آ رہی تھی۔ کیونکہ افراسیاب کیٹی کے ساتھ کئی روز سفر کرتا رہا تھا۔ ماریا تیزی سے عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ کے پاس واپس آئی اور جذبات سے بھری ہوئی آواز میں بولی۔

"اس غیبی جادوگر کے جسم سے کیٹی کی مدھم خوشبو آ رہی ہے۔"

یہ سن کر عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ ایک دم ہوشیار ہو کر بیٹھ گئے۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"ماریا! تم نے پہلے کیٹی کی خوشبو سونگھی تھی؟"

ماریا نے کہا:

"میں کبھی غلط نہیں کہہ سکتی تم خود وہاں جا کر دیکھو۔ کیٹی کی خوشبو تمہیں بھی آئے گی۔"

اتنی دیر میں افراسیاب نے سر سے سلیمانی ٹوپی اتار لی تھی اور پھر سے ظاہر ہو گیا تھا۔ اس نے سرائے کے مالک کو جھنجھوڑ کر کہا:

"ارے بول: کون سی کوٹھڑی خالی ہے۔"

سرائے کے مالک کو ہوش آ گیا۔ اس نے ہاتھ جوڑ دیئے اور کانپتی آواز میں بولا:

"حضور ساری سرائے آپ کی ہے۔ جس کوٹھڑی میں چاہے جائیں۔ مجھے بخش دیں۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔"

افراسیاب سلیمانی ٹوپی جیب میں ڈالتے ہوئے بولا:

"اب آئے ہو تم سیدھی راہ پر۔ بتاؤ کون سی کوٹھڑی خالی ہے؟"

سرائے کا مالک ڈرتے ڈرتے خود افراسیاب کو ایک خالی کوٹھڑی میں لے گیا اور فوراً ہی باہر نکل آیا۔

Mirpurkhas

عنبر نے ناگ سے کہا:

"بڑی عجیب بات ہے۔ اس آدمی کے جسم سے کیٹی کی خوشبو کیسے آ سکتی ہے؟"

ناگ بولا:

"یہ آدمی کوٹھڑی میں چلا گیا ہے۔ میرا خیال ہے ہم سب کو اس سے جا کر ملاقات کرنی چاہیے۔"

جولی سانگ نے کہا:

"میرے خیال میں ہمیں صرف ماریا کو اس کے پاس بھیج کر معلوم کرنا چاہیے کہ یہ کون ہے۔ چونکہ ماریا خود غائب ہے اس لئے ہو سکتا ہے یہ پراسرار آدمی اسے اپنے بارے میں ٹھیک ٹھیک بتا دے۔"

تھیو سانگ بولا:

"تجویز اچھی ہے۔ ماریا تم جا کر پتہ تو کرو۔ کہیں اس شخص نے کیٹی کو قید تو نہیں کر رکھا ہے؟"

ماریا بولی:

"میں جا کر معلوم کرتی ہوں۔"

عنبر ناگ نے اسے چوکس رہنے کی ہدایت کی۔ ماریا سیدھی افراسیاب کی کوٹھڑی میں آ گئی۔ افراسیاب کو بالکل پتہ نہ چلا کہ کوئی غیبی عورت اس کی کوٹھڑی میں موجود ہے۔ ماریا اسے

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے پہلے یہی پتہ کرنا چاہتی تھی کہ اس آدمی کو اس کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے کہ نہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ شخص خاموشی اور بے فکری سے تخت پر ٹانگ پر ٹانگ دھرے لیٹا ہے تو ایک بات صاف ہو گئی کہ اس آدمی کے پاس کوئی ایسا طلسم نہیں ہے جس کی مدد سے وہ دوسرے غیبی شخص کی موجودگی کا پتہ چلا سکے۔ اب ماریا نے ہاتھ آگے بڑھا کر افراسیاب کی جیب سے سلیمانی ٹوپی کھینچ لی۔ کیونکہ اس ٹوپی کو پہن کر ہی وہ غائب ہوا تھا۔

افراسیاب کو فوراً احساس ہو گیا کہ کسی نے اس کی جیب سے ٹوپی نکال لی ہے وہ ماریا کو واقعی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اب جب ٹوپی غائب ہوتے دیکھی تو گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اور چاروں طرف دیکھ کر بولا:

"کیا تم کوئی جن بھوت ہو؟ اگر جن بھوت ہو تو میری بات غور سے سنو۔ میرا نام افراسیاب ہے۔ اور میں آج سے ایک ہزار برس پہلے کے زمانے سے اس زمانے میں آیا ہوں۔ آیا نہیں بلکہ لایا گیا ہوں میری ٹوپی واپس کر دو نہیں تو میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے تمہاری شکایت کروں گا۔"

ماریا کو ہنسی آگئی۔ کیونکہ اس نے افراسیاب کی چالاکیوں کے بڑے بڑے قصے سن رکھے تھے۔

اب اس نے زبان کھولی اور پوچھا:

"پہلے میرے سوال کا جواب دو گے تو پھر تمہاری ٹوپی واپس ملے گی۔"

افراسیاب چونک پڑا!

"ارے تم تو کوئی چڑیل ہو۔ اچھا۔ کوئی بات نہیں میں روز رات کو ایک چڑیل بھون کر کھاتا ہوں بس آج رات کا کھانا آگیا ہے اور تم اپنی خیر مناؤ۔ میں تمہیں کڑاہی میں بھون کر کھاتا ہوں نہیں تو میری ٹوپی مجھے واپس کر دو۔"

ماریا نے اب سیدھا سوال کر دیا۔

"افراسیاب! مجھے یہ بتاؤ یہ کہ تمہارے کپڑوں میں سے کیٹی کی ہلکی ہلکی خوشبو کیوں آرہی ہے؟"

اب افراسیاب نے بھی ایک سوال کر دیا۔

"کیا تم ماریا ہو؟"

ماریا تو مارے حیرت کے اچھل پڑی۔

"ہاں۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں ماریا ہوں؟"

افراسیاب نے مسکراتے ہوئے کہا:

"مجھے خود کیٹی نے بتایا تھا کہ میری ایک بہن ماریا بھی ہے۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جو کسی کو نظر نہیں آتی۔ مجھے تو عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ کے بارے میں بھی کیٹی نے سب کچھ بتا دیا تھا۔"

ماریا ہکا بکا ہو کر رہ گئی۔ اس نے جلدی سے سلیمانی ٹوپی افراسیاب کو واپس کر دی اور بولی:

"افرا بھائی! خدا کے لئے بتاؤ کہ کیٹی ہماری بہن کہاں ہے! ہم سب لوگ اس کے لئے بے حد پریشان ہے۔"

افراسیاب نے پوچھا۔

"کیا عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ بھی اسی شہر میں موجود ہیں؟"

ماریا نے کہا:

"اس شہر میں ہی نہیں بلکہ وہ اسی سرائے میں موجود ہیں۔ تم جلدی سے مجھے کیٹی کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہے؟ وہ خیریت سے تو ہے نا؟"

افراسیاب کہنے لگا:

"ماریا بہن: یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ کیٹی کیسے مجھے ملی۔ ہم تم لوگوں کی تلاش میں کہاں کہاں بھٹکتے پھرے اور پھر نہ جانے کیا ہوا کہ کیٹی اچانک غائب ہو گئی۔"

ماریا نے آہ بھر کر کہا:

"افرا بھائی! میرے ساتھ آؤ عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ کو مل کر ساری کہانی سناؤ۔"

افراسیاب کو لے کر ماریا اپنے دوستوں کے پاس آگئی آتے ہی ماریا نے کہا:

"عنبر بھیا: یہ افراسیاب ہے۔ کیٹی اس کے ساتھ کئی دنوں تک ہماری تلاش میں ماری ماری پھرتی رہی ہے۔"

افراسیاب نے عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ سے ہاتھ ملایا اور بولا:

"تم دوستوں سے مل کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ کیٹی نے تم لوگوں کے بارے میں مجھے اتنا کچھ بتایا ہوا ہے کہ اب تم مجھے اجنبی نہیں لگتے۔ اپنے بھائی بہن ہی لگتے ہو۔"

عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ افراسیاب کو اپنے ساتھ کوٹھڑی میں لے آئے۔ یہاں بیٹھ کر افراسیاب نے شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی سنا ڈالی۔ عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ بڑے غور سے سنتے رہے۔ جب افراسیاب نے کہانی بلکہ پچھلے واقعات ختم کئے تو عنبر نے پوچھا:

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اگر کیٹی کے پاس ایسا منتر ہے جس کو پڑھ کر وہ پرانے زمانے کے کرداروں کو بلا سکتی ہے تو وہ ہمارے پاس کسی کی مدد حاصل کر کے پہنچ سکتی تھی۔"

افراسیاب بولا:

"میرا خیال ہے کہ کیٹی کسی ایسی مشکل میں پھنس گئی ہے کہ اس منتر کا اثر ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر ایسی بات ہو گئی تو میں تو کبھی دوبارا اپنے وطن بغداد نہیں جا سکوں گا۔"

ناگ نے کہا:

"گھبراؤ نہیں دوست۔ ایسی بات نہیں ہو گی۔ کیٹی اگر منتر بھول بھی جائے گی تو اسے پھر یاد آ جائے گا۔ ایسا پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہو گی۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیٹی کا کس شہر میں جا کر انتظار کیا جائے"؟

عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ سوچ میں پڑ گئے۔ افراسیاب کا ذہن بھی تیزی سے سوچ رہا تھا۔ کچھ دیر کوٹھڑی میں خاموشی چھائی رہی۔ کسی نے کسی سے کوئی بات نہ کی۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور سرائے کا مالک افراسیاب کی طرف دیکھ کر ہاتھ باندھ کر بولا:

"حضور! آپ کا کھانا آپ کی کوٹھڑی میں لگا دیا گیا ہے۔"

○

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں سانپ بن جاتا ہوں

افراسیاب نے ڈانٹ کر کہا:

"دفع ہو جا یہاں سے۔ دیکھتے نہیں ہم سوچ رہے ہیں؟"

سرائے کا مالک بوکھلا کر بولا:

"دیکھ رہا ہوں حضور! جاتا ہوں۔ جاتا ہوں۔ آپ مجھے معاف کر دیں۔"

سرائے کا مالک اپنی توند سنبھالتا باہر نکل گیا۔ افراسیاب ہنس کر کہنے لگا:

"یہ کم بخت مجھے سرائے میں گھسنے نہیں دیتا تھا۔ اس کو ایسا شعبدہ دکھایا کہ اب آگے پیچھے پھر رہا تھا۔"

عنبر بولا:

"اگر تم یہ شعبدہ نہ دکھاتے تو نہ ماریا تمہارے قریب جاتی نہ اسے پتہ چلتا کہ تمہارے کپڑوں سے کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے اور نہ تمہاری ہم سے ملاقات ہوتی۔ یہ جو کچھ ہوا اس میں قدرت کی مصلحت تھی۔"

جولی سانگ بولی:

"اس اعتبار سے تو ہمیں سرائے کے مالک کا شکر گزار ہونا چاہیے۔"

افراسیاب نے جولی سانگ کی طرف دیکھا اور بولا:

"جولی سانگ! تمہارے بارے میں کیٹی نے بتایا تھا کہ تمہارے پاس ایسی طاقت ہے کہ تم کسی بھی شے پر اپنی آنکھوں سے سفید روشنی ڈال کر اسے اوپر اٹھا سکتی ہو اور نیلی روشنی پھینک کر اسے تباہ کر سکتی ہو۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔"

جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"سفید روشنی کا مظاہرہ تو میں ابھی کر سکتی ہوں۔ لیکن نیلی روشنی ڈال کر کسی شے کو خواہ مخواہ تباہ نہیں کرنا چاہتی۔"

افراسیاب بولا:

"ٹھیک ہے جولی بہن! مجھے سفید روشنی والی کرامت ہی دکھا دو۔"

جولی سانگ نے کہا:

"یہ کوئی کرامت نہیں ہے۔ یہ تو سائنس کا ایک اصول ہے۔ اس اصول کے مطابق میری آنکھوں

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی روشنی میں ایسے طاقتور ایٹم جمع ہو جاتے ہیں کہ وہ جس شے پر پڑتے ہیں اس شے کی کشش ثقل ختم ہو جاتی ہے۔ بہرحال تم ذرا محتاط ہو کر بیٹھ جاؤ میں تمہیں اوپر اٹھانے لگی ہوں۔"

افراسیاب سنبھل کر بیٹھ گیا۔ وہ کچھ گھبرا بھی گیا تھا۔ تھیو سانگ نے فوراً اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا:

"گھبراؤ نہیں افرا بھائی تمہیں احساس بھی نہیں ہوگا۔"

عنبر اور ناگ خاموشی سے مسکرا رہے تھے۔ جولی سانگ نے افراسیاب کی طرف گھور کر دیکھا۔ پھر اس کی آنکھوں میں سے سفید روشنی کی ایک تیز کرن نکل کر افراسیاب کے پاؤں پر پڑی۔ جولی سانگ نے نظریں اوپر کرلیں۔ جوں جوں وہ اپنی نگاہ کو اوپر اٹھا رہی تھی۔ افراسیاب زمین سے اوپر اٹھتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا سر چھت سے جا کر لگ گیا۔ جولی سانگ کی نظریں افراسیاب پر تھیں۔ افراسیاب نے چلا کر کہا:

"مجھے نیچے اتارو جولی بہن مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

عنبر بولا:

"تم تو خود غائب ہو کر ہوا میں اڑتے پھرتے ہو افرا پھر تمہیں کیوں ڈر لگنے لگا۔"

افرا نے فوراً جواب دیا۔

"عنبر بھائی! وہ میں غائب ہو کر ہوا میں اڑتا ہوں اس طرح جسم کے ساتھ ایک انچ بھی زمین سے اوپر کبھی نہیں اٹھا۔"

جولی سانگ نے نگاہوں کو نیچا کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی افراسیاب بھی نیچے آنے لگا۔ جب وہ فرش کے ساتھ لگ گیا تو جولی سانگ نے آنکھیں بند کرلیں۔ آنکھیں بند کرتے ہی روشنی بند ہوگئی۔ اس نے دوبارہ آنکھیں کھول کر پوچھا:

"تمہیں کیسا لگا یہ تجربہ؟ کیا کبھی تم نے ایسا تجربہ کیا ہے؟ یا کسی کو اس طرح ہوا میں بلند ہوتے دیکھا ہے؟"

افراسیاب بولا:

"میرے خدا! میں نے کسی اپنے ایسے شریف آدمی کو اس طرح ہوا میں لٹکے نہیں دیکھا۔ جادوگروں کو کئی بار دیکھ چکا ہوں۔"

اب افراسیاب نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا کیٹی کہتی تھی کہ تم انسان سے سانپ بن

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاتے ہو۔ کیا تم مجھے سانپ بن کر دکھاؤ گے! مجھے انسان کو سانپ بنتے دیکھنے کا بڑا شوق ہے۔"

ناگ کندھوں کو اچکا کر بولا!

"میں تمہارے آگے انکار اس لئے نہیں کر سکتا کہ تمہیں میری طاقت کا علم ہے۔ لو میں سانپ بن رہا ہوں۔"

افراسیاب نے اپنی نظریں ناگ پر گاڑ دیں۔ ناگ نے زور سے سانس اندر کھینچ کر پھنکار ماری اور دوسرے لمحے ایک سیاہ کالا سانپ افراسیاب کی طرف پھن اٹھائے دیکھ رہا تھا۔ اور ناگ غائب تھا۔ افراسیاب نے ایسا شعبدہ بھی پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے پڑھا اور سنا ضرور تھا کہ جب سانپ دو سو برس کا ہو جائے تو وہ کوئی بھی شکل اختیار کر سکتا ہے مگر ناگ کے قول کے مطابق وہ پانچ سو برس تک زندہ رہا تھا اور اب ناگ دیوتا بن چکا ہے۔ ناگ واپس انسانی شکل میں آگیا اور بولا!

"اب عنبر اور تھیوسانگ سے ان کی طاقت کے مظاہرے کے لئے ضد نہ کرنا افرا بھائی۔ کیونکہ ہم سب کیٹی کے لئے بڑے فکرمند ہیں۔ یہ تو تمہاری دلجوئی کے لئے ہم نے اپنی اپنی طاقت تمہیں دکھائی ہے۔"

افراسیاب کہنے لگا!

"شکریہ ناگ بھیا! اور تمہارا بھی شکریہ جولی بہن! اب اگر آپ میری رائے پوچھیں تو میں آپ سے یہی کہوں گا کہ ہمیں کم از کم چار دن اسی شہر راتاولی میں رہ کر کیٹی کا انتظار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد آگے چلیں گے۔"

عنبر نے پوچھا!

"یہ تم کیا سوچ کر کہہ رہے ہو؟"

افراسیاب نے کہا!

"یہ سوچ کر کہہ رہا ہوں کہ کیٹی نے ایک بار مجھے کہا تھا کہ اگر ہم اس جزیرے سے نکل سکے تو سیدھا شمالی ہندوستان کے علاقے میں جائیں گے۔ کیونکہ عنبر ناگ ماریا اور دوسرے دوستوں سے اسی جگہ ملاقات ہونے کی توقع ہے۔"

عنبر نے ناگ اور جولی سانگ اور تھیوسانگ کی طرف دیکھا۔ ان سب نے یہی رائے دی کہ افراسیاب ٹھیک کہتا ہے۔ ہمیں کم از کم ایک ہفتہ اسی شہر میں ہی رکنا چاہئے۔ ادھر یہ راتاولی کے شہر میں رک گئے تھے اور دوسری طرف کیٹی وہاں سے ایک دن رات کے فاصلے پر پورش پور شہر کی سرائے میں اژگر کے ساتھ بیٹھی ناگ عنبر ماریا کا انتظار کر رہی تھی۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ شاید یہاں ان کا کوئی سراغ مل جائے۔

لال ناگن کے گم ہو جانے سے اژگر پریشان ضرور تھا۔ کیونکہ لال ناگن اس کی ساتھی تھی اور ناگ کو پکڑنے میں وہ بڑا اہم کردار ادا کرنے والی تھی۔ اب اژگر اکیلا رہ گیا تھا۔ اس نے کیٹی کو پورشی پور شہر میں ایک ہفتے تک کے لئے ٹھہرا لیا تھا۔ ایک رات وہ سرائے سے نکل کر پورشی پور والے پرانے اور غیر آباد ویران مندر کی طرف چل دیا۔ مندر شہر سے دو تین کوس کے فاصلے پر ایک چٹان کے سلسلے میں بنا ہوا تھا۔ اس مندر میں کسی زمانے میں چمگادڑوں کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ مندر میں چمگادڑ دیوتا کا ایک خوفناک بت اپنے لمبے دانتوں کا منہ پھاڑے اب بھی لگا ہوا تھا۔ اس بت پر مکڑیوں نے جالے بن دیئے تھے۔ اژگر اور لال ناگن اس بت کے پرانے پجاری تھے اور وہ ہر مہینے اس چمگادڑ بت کے لئے ایک زندہ انسان پکڑ کر لاتے۔ چمگادڑ بت کے سامنے اسے پتھر پر لٹا دیتے۔ پھر اس کے سینے سے دل نکال کر چمگادڑ کے منہ میں ڈال دیتے۔ حالانکہ چمگادڑ پتھر کا محض ایک بت ہی تھا مگر انسان ان بے جان بے کار بتوں کے واسطے دوسرے انسان پر بڑا ظلم کرتا آیا ہے۔ سائنس اور کمپیوٹر کے اس زمانے میں بھی لوگ ان بیکار بتوں پر بچوں کو قربان کر دیتے ہیں اخباروں میں کچھ روز پہلے ایک خبر چھپی تھی کہ بھارت یعنی ہندوستان میں ایک عورت نے دوسرے کے بچے کو اٹھا کر ایک دیوی کے بت کے سامنے مار ڈالا۔ اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے دیوی اس کے گھر بیٹا پیدا کر دے گی۔ کس قدر جہالت اور درندگی ہے۔ اسلام نے اسی لئے ان بتوں کو پاش پاش کر دیا اور انسان کو یہ تعلیم دی ہے کہ صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے۔ اور وہی انسان کو سب کچھ عطا کرتا ہے اور وہ بھی صرف اس کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ جو خود کوشش کرتے ہیں۔ محنت کرتے ہیں۔ دیوی دیوتا کے بت تو اپنے ناک پر بیٹھی ہوئی مکھی تک نہیں اڑا سکتے۔ وہ دوسرے انسانوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں لیکن جس زمانے کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس زمانے میں بت پرستی عام تھی۔ انسان جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا اور اسلام کی روشنی ابھی نہیں پھیلی تھی۔

اژگر بھی ان ہی بھٹکے ہوئے جاہل اور درندہ لوگوں میں سے تھا۔ اس نے کئی انسانوں کو چمگادڑ دیوتا کے بھینٹ چڑھا دیا تھا۔ اب وہ ناگ کو اس بت پر قربان کرنے کی سکیم بنا رہا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ ایسا کرنے سے چمگادڑ دیوتا اسے لازوال دولت سے مالا مال کر دے گا اور دوسری طرف وہ ناگ دیوتا سے اپنے آباؤ اجداد یعنی اپنے باپ دادا کا بدلہ بھی لے گا۔ اژگر چمگادڑ کے بت کے سامنے جا کر بیٹھ گیا اور بولا:

"اے چکاوڑ دیوتا! میں تمہارے لئے تمہارے شکار کو یہاں لانے والا ہوں۔ میں ناگ کو تمہارے قدموں پر قربان کردوں گا مگر میری لال ناگن میری ساتھی مجھ سے بچھڑ گئی ہے۔ کوئی اسے بے ہوش کرکے اٹھا کرلے گیا ہے۔ مجھے بتا کہ میں اسے کہاں حاصل کر سکتا ہوں؟"

چکاوڑ کیا جواب دیتا اس کے اپنے بت پر مکڑیوں نے جالا بن رکھا تھا۔ وہ ایک مکڑی کو جالا بننے سے نہ روک سکا تھا وہ لال ناگن کا پتہ کیا بتا سکتا تھا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ مگر اژگر اس کو پکارے جا رہا تھا۔ آخر اسے خیال آیا کہ کسی سانپ سے پوچھنا چاہئے۔ شائد سانپ اس کی کچھ مدد کر سکے۔ اژگر ناگ دیوتا کی طرح کسی سانپ کو حکم دے کر نہیں بلا سکتا تھا۔ وہ صرف اتنا ہی کر سکتا تھا کہ اگر کوئی سانپ جنگل یا کسی درخت کے پاس نظر آ جائے تو اس سے کچھ پوچھ لے۔ اژگر نے ادھر ادھر سانپوں کی تلاش شروع کر دی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ بہت جلد اندھیرا چھا جانے والا تھا۔ اژگر وادی میں چٹانوں کے ارد گرد اژگر سانپوں کے بل ڈھونڈنے لگا۔ آخر اسے ایک بل مل گیا۔ اس نے اپنے آپ کو کالے سانپ میں تبدیل کیا اور بل کے پاس منہ لے جا کر بولا!

"سانپ بھائی: اگر تم بل کے اندر موجود ہو تو تھوڑی دیر کے لئے باہر آ کر میری بات سن لو۔"

بل کے اندر سے آواز آئی۔

"میں آرام کر رہا ہوں۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے"

اژگر اگر ناگ دیوتا ہوتا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ سانپ بل سے باہر نہ آتا۔ اژگر نے سانپ کا جواب سنا تو خاموشی سے آگے چل دیا۔ آگے ایک مٹی کے تودے کے پاس اسے سانپ کا دوسرا بل دکھائی دیا۔ یہاں مٹی پر اسے ایک ایسے سانپ کے رینگنے کے نشان نظر آئے جو بڑا زہریلا اور عقلمند سانپ سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت اژگر کو لال ناگن کی بہت یاد آئی۔ کیونکہ لال ناگن کو اس غار کا پتہ تھا جس کے اندر وہ بوڑھا سانپ رہتا تھا۔ جس کے پاس ایک شیشہ تھا۔ جس میں سے سب کچھ نظر آجاتا تھا۔ مگر لال ناگن اب وہاں نہیں تھی۔ اژگر نے بل کے پاس منہ لے جا کر سانپ کو سلام کیا۔ پھر کہا: میں تم سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں۔ اجازت دو تو بات کروں۔ بل کے اندر سے سانپ کی بھاری آواز آئی۔

"کہو کیا بات کرنا چاہتے ہو؟"

اژگر سانپ نے مختصر لفظوں میں ساری بات سانپ کو بیان کر دی۔ بل میں سانپ کچھ دیر کے لئے بالکل خاموش ہو رہا۔ خاموشی چھائی رہی۔ پھر اندر سے آواز آئی۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس ٹیکسلا چلا جا۔ وہاں ایک یونانی حکیم تمہیں ایسا ملے گا جس نے اپنی گردن میں سانپ کی سری ڈال رکھی ہو گی۔ یہی سانپ کی سری تمہاری لال ناگن کا سر ہے۔ وہ اب زندہ نہیں ہو سکتی۔ مگر تم اس یونانی سے بڑا کام لے سکتے ہو۔"

اژگر کو جب پتہ چلا کہ لال ناگن کو یونانی نے مار ڈالا ہے تو اس کا جسم غصے اور انتقام کی آگ سے سرخ ہو گیا۔ مگر اب وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ لال ناگن واپس نہیں آ سکتی تھی۔ اس کو اب اس بات سے دلچسپی تھی کہ یہ بزرگ زہریلا سانپ کیا کہہ رہا ہے اور یونانی اس کے کس کام آ سکتا ہے۔

اس نے کہا:

"بزرگ سانپ! مجھے لال ناگن کی موت کا سن کر دلی صدمہ ہوا ہے۔ میں اس یونانی کے ٹکڑے اڑا دینا چاہتا ہوں۔ مگر جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ ایسا کرنے سے میری لال ناگن واپس نہیں آ سکتی۔ اب آپ مجھے یہ فرمائیے کہ وہ یونانی میرے کس کام آ سکتا ہے؟"

بل کے اندر سے بزرگ زہریلے سانپ کی آواز آئی۔

"وہ یونانی حکیم جڑی بوٹیوں کا بڑا ماہر ہے۔ اس کے پاس ایک ایسی بوٹی کا سفوف ہے جس کو اگر پانی میں گھول کر کسی کو پلا دی جائے تو وہ یہ بھول جاتا ہے کہ وہ کون ہے۔ بس اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ اب تم یہاں سے دفع ہو جاؤ اور مجھے آرام کرنے دو۔"

اژگر وہاں سے اپنی سرائے کی طرف چل پڑا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس بزرگ زہریلے سانپ نے جو خاص طور پر یادداشت گم کر دینے والی بوٹی کا ذکر کیا ہے تو اس میں ضرور کوئی سوچنے والی بات ہے۔ اچانک اس کے دماغ میں یہ بات آ گئی کہ کیوں نہ وہ کیٹی کی یادداشت گم کر دے! اور پھر جب وہ ناگ سے ملے گی تو اسے بالکل نہیں پہچان سکے گی۔ لیکن اس سے تو الٹا اسے ہی نقصان ہو گا۔ کیٹی کو تو ناگ کو ضرور پہچاننا چاہیے۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ وہ ناگ کو سفوف پلا دے۔ ناگ اپنے ساتھیوں کو بالکل نہیں پہچانے گا۔ لیکن اس طرح سے بھی ناگ اس کے قابو میں نہیں آئے گا۔ اژگر یہی سوچتا سرائے میں پہنچ گیا۔ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ یونانی حکیم سے جا کر ملے۔ ممکن ہے وہاں کوئی نئی بات نکل آئے۔ کیٹی جاگ رہی تھی۔

اژگر نے کیٹی سے کہا:

"مجھے ایک سانپ نے بتایا ہے کہ لال ناگن ٹیکسلا شہر میں دیکھی گئی ہے۔ میں اس کی تلاش میں ٹیکسلا جا رہا ہوں۔"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کل واپس آجاؤں گا۔ تم اسی سرائے میں میرا انتظار کرنا۔"

کسی کو کیا انکار ہو سکتا تھا۔ اسے تو ناگ عنبر ماریا کے لئے وہاں تین چار دن ٹھہرنا ہی تھا۔

اس نے کہا:

"کوئی بات نہیں اژگر بھائی۔ تم ٹیکسلا ہو آؤ۔ خدا کرے کہ تمہاری ناگن تمہیں مل جائے۔"

چنانچہ اسی شام اژگر ٹیکسلا شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ اڑن سانپ کی شکل میں بہت جلد ٹیکسلا پہنچ گیا۔ یہاں ابھی شام ہی ہوئی تھی۔ بازار کھلے تھے۔ تلاش کرتے کرتے آخر اژگر اس یونانی بوڑھے کی جڑی بوٹیوں کی دکان پر پہنچ گیا۔ جس نے اپنے گلے میں واقعی لال ناگن کا سر لٹکا رکھا تھا۔ یہ سر مردہ تھا۔ مگر اژگر کو یوں لگا جیسے ناگن اس کی طرف دیکھ کر کہہ رہی ہے اژگر اس یونانی سے میرے قتل کا بدلہ ضرور لینا۔ لیکن اژگر کو تو اب کسی ایسی ترکیب کی زیادہ تلاش تھی جو اسے ناگ کو قابو کرنے میں مدد دے۔ اس نے یونانی حکیم کو جا کر سلام کیا اور بڑے ادب سے بولا:

"میں بڑی دور سے آپ کی تعریف سن کر آیا ہوں مجھے ایک ایسی بیماری لگ گئی ہے جس کی وجہ سے میرا جینا حرام ہو گیا ہے۔ میری زندگی موت کے برابر ہو گئی ہے۔ آپ مشہور حکیم ہیں۔ میری مدد کریں میں آپ کا ساری زندگی غلام بنا رہوں گا۔"

یونانی نے پوچھا۔

"آخر تمہیں کون سی بیماری ہے؟ کچھ اپنی بیماری کے بارے میں بتاؤ۔ تاکہ مجھے بھی کچھ پتہ چلے۔"

عیار اژگر نے کہا:

"محترم آپ میری بیماری سنیں گے تو حیران رہ جائیں گے۔ آپ کو یقین نہیں آئے گا۔ آپ نے ایسی بیماری کے متعلق پہلے کبھی نہیں سنا ہو گا۔ آج تک ایسا مریض بھی آپ کے پاس نہیں آیا ہو گا۔"

یونانی نے جھنجھلا کر کہا:

"تم اپنی بیماری بھی بتاؤ گے یا یونہی باتیں ہی بناتے رہو گے۔"

اب اژگر نے آہ بھر کر کہا:

"جناب عالی! میری بیماری یہ ہے کہ میں جب بھی اپنے سر کو پیچھے کی طرف جھکاتا ہوں تو میں انسان سے کالا سانپ بن جاتا ہوں۔"

یہ سن کر یونانی بوڑھے نے چونک کر اژگر کی طرف دیکھا اس نے سوچا کہ یہ شخص ضرور کوئی پاگل ہے اگر پاگل نہیں تو ضرور

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس سے مذاق کرنے آیا ہے۔ اس نے اژگر کو ڈانٹ کر کہا:

"بکواس بند کرو اور چلے جاؤ یہاں سے۔ میرے پاس اس قسم کی فضول باتوں کے لیے وقت نہیں ہے۔"

اژگر نے کہا:

"جناب ناراض نہ ہوں۔ اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو میں آپ کو سانپ بن کر دکھاتا ہوں۔"

اب تو یونانی بوڑھا اژگر کا منہ تکنے لگا۔

"کیا۔۔۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟"

اژگر بولا: جناب عالی! یہ میں نہیں کرتا۔ یہ میری بیماری کرتی ہے۔ جب میں اپنے سر کو پیچھے لے جاتا ہوں تو سانپ میں تبدیل ہو جاتا ہوں اور جب سانپ بننے کے بعد اپنا پھن پیچھے کی طرف جھکاتا ہوں تو پھر سے انسان بن جاتا ہوں۔ یہ دیکھیے۔ میں ابھی آپ کو ایسا کر کے دکھاتا ہوں۔"

اژگر تو سانپ ہی تھا۔ اس کے لیے یہ کون سی مشکل بات تھی۔ اس نے اپنا سر پیچھے کیا تو وہ کالا سانپ بن کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ یونانی حکیم تڑپ کر پرے جا بیٹھا۔ اس نے بڑے بڑے

سانپ دیکھے تھے۔ اڑنے والے سانپ دیکھے تھے مگر ایسا انسان نہیں دیکھا تھا جو اچانک اس کی نظروں کے سامنے سانپ بن جائے۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ اتنے میں اژگر سانپ نے اپنا پھن پیچھے کی طرف جھکایا اور پھر سے انسانی شکل میں آگیا۔ انسانی شکل میں آتے ہی بولا:

"جناب عالی! بس یہ ہے میری بیماری۔ مجھے خدا کے لیے اس بیماری سے نجات دلائیں۔ میں اس ڈر سے اپنا سر پیچھے نہیں کرتا کہ کہیں سانپ نہ بن جاؤں۔ ہر وقت اپنے سر کو آگے کی طرف کیے رہتا ہوں۔ لیکن رات کو سوتے وقت اگر میرا سر اپنے آپ پیچھے کی طرف جھک جائے تو صبح اٹھتا ہوں تو سانپ بنا ہوا ہوتا ہوں۔ پھر میں اپنا پھن پیچھے کی طرف کرتا ہوں تو دوبارہ انسانی شکل نصیب ہوتی ہے۔ میں آپ کی تعریف سن کر آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ میرا علاج کیجیے۔ مجھے اس بیماری سے نجات دلائیے۔"

یونانی بوڑھا ابھی تک حیرت میں گم تھا۔ اس نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالا اور بولا:

"یہ بیماری تمہیں کب سے ہے؟"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اژگر بولا:

"جناب کوئی دو ماہ ہو گئے ہیں۔ پتہ نہیں کیا ہوا کہ ایک بار میں نے ہنستے ہنستے اپنا سر پیچھے کی طرف کیا تو اچانک سانپ بن گیا۔ جس آدمی سے میں باتیں کر رہا تھا وہ تو ڈر کر بھاگ گیا۔ ایسا بھاگا کہ پھر میں نے اس کی شکل نہیں دیکھی۔"

یونانی بوڑھا گہری سوچ میں گم ہو گیا۔

○

چمگادڑ دیوتا

پھر اس یونانی نے سر اٹھا کر اژگر کو دیکھا اور بولا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

اژگر نے اسے اپنا نام بتایا۔ یونانی بوڑھے نے اس دوران میں اژگر سے ایک زبردست فائدہ اٹھانے کے بارے میں سوچ لیا تھا۔ وہ اس آدمی یعنی اژگر کو جب وہ سانپ بن جائے تو بوتل میں بند کر کے ٹیکسلا کے راجہ کو پیش کر کے دربار میں شاہی حکیم کا عہدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مگر سوال یہ تھا کہ سانپ بن کر جب اژگر اپنا پھن پیچھے لے جائے گا تو پھر سے انسان بن کر آزاد ہو جائے گا۔ اور بوتل ٹوٹ جائے گی۔ اس کا علاج یونانی بوڑھے نے یہ سوچا کہ جونہی وہ انسان سے سانپ کا روپ اختیار کرے گا وہ اس کے اوپر ایک ایسی بوٹی کا سفوف چھڑک دے گا جس کے اثر سے وہ کچھ دیر کے لئے اپنی گردن نہیں ہلا سکے گا۔ یہ ساری سکیم دل میں سوچ کر یونانی حکیم نے اژگر سے کہا۔ تم آج کی رات یہیں میرے پاس ٹھہرو۔ کل صبح صبح میں جنگل میں جا کر ایک

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خاص بوٹی تلاش کرکے لاؤں گا جس کی دوائی سے تمہاری بیماری
جاتی رہے گی۔ اژگر کو اپنا علاج نہیں چاہیے تھا۔ وہ بھی اپنی گھات
پر تھا۔ اس کے دل میں بھی ایک الگ سکیم تھی۔

اس نے کہا:

"حکیم صاحب میں نے سنا ہے کہ میرا علاج ناگ دیوتا
کے پاس ہے۔ ایک بار جب میں سانپ بنا تو میں جنگل میں
تھا۔ وہاں میری ملاقات ایک بوڑھے سانپ سے ہوئی
اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ کہ اگر تو ناگ دیوتا کی
آنکھیں نکال کر اپنے گلے میں تعویز بنا کر ڈال لے
تو اس کے بعد کبھی تو انسان سے سانپ نہیں بنے
گا۔ دوسرا فائدہ تمہیں یہ ہوگا کہ تو کبھی بوڑھا نہیں
ہوگا۔ اس نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ جناب اگر
ناگ دیوتا کی آنکھیں کوئی بوڑھا اپنے گلے میں ڈال
لے تو وہ فوراً پھر سے جوان ہو جائے گا۔"

یہ سن کر بوڑھے یونانی کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے
لال ناگن کا سر اپنے گلے میں لٹکا کر موت کو تو قریب آنے سے
روک لیا تھا۔ مگر وہ اپنی جوانی کو واپس نہ لا سکا تھا اور لا بھی
نہیں سکتا تھا۔ اگر وہ دنیا کے سارے لوہے کو سونا بنا ڈالے
تب بھی اس کی جوانی واپس نہیں آسکتی تھی۔ اب جب اژگر
نے اسے یہ بتایا کہ اگر ناگ دیوتا کی آنکھیں نکال کر اپنی گردن پر
لٹکا لی جائیں تو وہ پھر سے جوان ہو جائے گا۔ تو اس نے
ناگ دیوتا کو تلاش کرکے اس کی آنکھیں نکال کر اپنی گردن
میں لٹکانے کا دل میں فیصلہ کر لیا۔ مگر اپنے دل کا راز اس
نے اژگر کو بالکل نہ بتایا۔

کہنے لگا:

"مگر تم ناگ دیوتا کی آنکھیں کہاں سے لاؤ گے؟ تمہیں
تو یہ بھی نہیں معلوم کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔؟"

اژگر بولا:

"جناب: میں نے سنا ہے کہ ناگ پھنی نام کی ایک
بوٹی ہوتی ہے کہ وہ ناگ دیوتا کے بارے میں اشارہ
کرکے بتا دیتی ہے کہ وہ کہاں ہے۔ مگر اس کا اشارہ
سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی جڑی بوٹیوں کی
زبان جانتا ہو۔"

بوڑھے یونانی کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ
یہ اژگر تو اسے سب کچھ بتائے جا رہا تھا۔ ناگ پھنی کی خاصیت
کے بارے میں وہ بہت کچھ جانتا تھا۔ مگر اس کی یہ خصوصیت
اسے اب ہی معلوم ہوئی تھی۔ اس نے ناگ پھنی کو آزمانے
کا فیصلہ کر لیا اور بولا:

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اگر یہ بات ہے تو تم فکر نہ کرو۔ میں صبح سے پہلے ہی جنگل میں ناگ پھنی کی بوٹی کو ہی تلاش کر کے اس سے ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھوں گا۔ میں جڑی بوٹیوں کی باتوں اور اشاروں کو سمجھتا ہوں۔"

اژگر نے وہ رات یونانی حکیم کے پاس ہی گزاری۔ صبح صبح یونانی حکیم مکان سے نکل کر جنگل میں آ گیا۔ اسے بہت جلد ناگ پھنی کی بوٹی نظر آ گئی۔ ناگ پھنی کی بوٹی جنگل میں عام مل جاتی ہے یونانی اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور اس کی طرف غور سے تکنے لگا۔ ناگ پھنی ایک پودا ہوتا ہے جس کی شکل پھن کھولے ہوئے سانپ سے بہت ملتی ہے۔ یونانی بوڑھے نے ناگ پھنی کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ ناگ پھنی میں حرکت پیدا ہوئی اس نے خاص اشارے سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟

یونانی بوڑھے نے کہا:

"اے ناگ پھنی! کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہو گا؟"

ناگ پھنی نے اپنا چہرہ مشرق کی طرف کر لیا اور اشارے سے بتایا کہ اس وقت ناگ دیوتا ٹنٹاولی شہر کی ایک سرائے میں موجود ہے۔ یونانی بوڑھا یہ سن کر واپس مکان پر آ گیا یہاں ایک بات ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ اژگر جب یونانی کے پاس آیا تھا تو اس نے اپنی شکل تبدیل کر لی تھی۔ یعنی وہ اس کی اصلی شکل نہیں تھی۔ اگر اس کی اصلی شکل ہوتی یعنی سیاہ فام اژگر کی تو یونانی بوڑھا اسے ضرور پہچان لیتا۔ کیونکہ یونانی بوڑھے نے اژگر کو کشتی میں دیکھا تھا۔ دوسری طرف اژگر نے یونانی کو پہچان لیا تھا کہ یہ وہی یونانی بوڑھا ہے جس نے کشتی میں ان کے ساتھ سفر کیا تھا۔ اور جس نے اس کی طرف گھور کر دیکھا تھا۔ مکان پر اژگر نے بے تابی سے پوچھا:

"کیا ناگ پھنی نے ناگ دیوتا کا پتہ بتایا ہے؟"

یونانی بوڑھا تو اپنی الگ سکیم بنائے بیٹھا تھا۔ وہ تو خود ناگ دیوتا کو قبضے میں کر کے اس کی آنکھیں نکال کر اپنے گلے میں ڈال کر پھر سے جوان ہونے کی سوچ رہا تھا۔ وہ اژگر کو کیسے بتاتا کہ ناگ پھنی نے بتا دیا ہے کہ ناگ دیوتا کہاں ہے مگر اژگر اس سے بار بار پوچھ رہا تھا۔ یونانی حکیم نے سوچا کہ اگر یہ شخص زندہ رہا تو اس کے لئے وبالِ جان بن جائے گا۔ اب اسے اپنی جوانی واپس مل رہی تھی۔ اسے راجہ کے دربار میں کسی عہدہ حاصل کرنے کی بھی خواہش نہیں رہی تھی۔

اس نے کہا:

"ہاں ناگ پھنی نے مجھے بتایا ہے کہ ناگ دیوتا آج آدھی رات کو اسی شہر میں پہنچنے والا ہے۔ بس میں ابھی سے

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تیاری شروع کر دینی چاہیے۔"

اژگر کہنے لگا۔

"ہم ناگ دیوتا کو کیسے پکڑیں گے؟"

یونانی بوڑھا بولا:

"میرے پاس ایک ایسا سفوف ہے کہ اگر میں اسے اپنے سر پر لگا لوں تو میں غائب ہو جاؤں گا۔ مجھے پھر کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ پس میں اسی وقت ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کر کے اس کی آنکھیں نکال لوں گا۔"

اژگر نے دل میں سوچا کہ جب یہ ناگ دیوتا کو پکڑنے جائے گا تو وہ بھی چھپ کر اس کا پیچھا کرے گا۔ جونہی وہ غائب ہو کر ناگ دیوتا پر حملہ کرے گا وہ سانپ بن کر ناگ دیوتا کو خبردار کر دے گا۔ یوں ناگ دیوتا اس کا بڑا شکرگزار ہو گا۔ اور وہ اپنی طاقت سے یونانی حکیم کو دیکھ کر فوراً مار ڈالے گا۔ اس کے بعد اژگر عیاری سے کام لے کر ناگ دیوتا کو ورغلا کر شہر سے دور لے جائے گا اور وہاں اس کو بے ہوشی کا سفوف کسی طریقے سے پلا کر اپنے قبضے میں کر کے سیدھا چمگادڑ دیوتا کے مندر میں لے جا کر اسے قربان کر دے گا۔

یہی سوچ کر اژگر اپنی کوٹھڑی میں چلا آیا۔ اب اسے شدت سے رات ہونے کا انتظار تھا۔ کیونکہ ناگ دیوتا رات کے وقت شہر میں داخل ہونے والا تھا۔ دوسری طرف یونانی بوڑھا بھی غافل نہیں تھا۔ اس نے غائب کر دینے والی بوٹی کے بارے میں اژگر کو غلط بتایا تھا۔ یونانی بوڑھا کسی دوسرے طریقے سے ناگ دیوتا کی آنکھیں نکالنے کا پروگرام بنائے ہوئے تھا۔ اس وقت وہ صرف اژگر کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کھانے کا وقت ہو گیا۔ یونانی بوڑھا ایک تجربہ کار اور پرانا حکیم تھا۔ اس کے پاس بے شمار بوٹیوں کے سفوف تھے۔ اس نے ان میں سے ایک ایسا زہریلا سفوف نکالا کہ جس کا کوئی ذائقہ نہیں تھا۔ مگر اس کا اثر بڑی جلدی ہوتا تھا۔ اور آدمی کے خون میں شامل ہوتے ہی وہ زہر اسے چاٹ کر ڈالتا ہے۔ یونانی حکیم نے یہ زہر اژگر کی تھالی میں جو کھانا پڑا تھا اس میں ملا دیا اور کھانا لے کر آ گیا۔ کہنے لگا:

"میرے دوست! یہ لو پہلے کھانا کھاؤ۔ پھر اکٹھے ہی شہر کا چکر لگانے چلیں گے۔ شاید ناگ دیوتا دوپہر کو ہی شہر میں داخل ہو جائے۔"

اژگر کا دل بھی چونکہ صاف نہیں تھا۔ اس کے دل میں بھی کھوٹ تھی۔ اس کی نیت بھی نیک نہیں تھی۔ اس لئے اسی کی

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھڑی جس نے بھی اسے خبردار نہ کیا کہ کھانے میں زہر ہے۔ اسے
بھوک بھی خوب لگ رہی تھی۔ چنانچہ کھانا آتے ہی اس نے
کھانا شروع کر دیا۔ یونانی بوڑھا پھل کا طشت لاتے کے بہانے
باہر چلا گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اژگر مر چکا تھا۔ زہر نے اپنا کام
کر دیا تھا۔ اژگر کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے بعد یونانی حکیم نے
رتناولی شہر کی طرف جانے کی تیاری شروع کر دی۔

اس نے اپنی تمام خطرناک جڑی بوٹیوں کا جائزہ لیا۔ ان
میں سے ایک بوٹی کا سفوف ایسا تھا کہ وہ اگر کسی آدمی کے جسم
پر چھڑک دیا جائے تو وہ اپنی اصلی حالت میں آتے ہی بے ہوش
ہو جاتا تھا۔ یعنی اگر آدمی یا عورت کوئی بھوت یا چڑیل ہے اور
اس نے عام آدمی کا روپ دھار رکھا تھا تو اس سفوف کے
لگانے سے وہ اپنی اصلی حالت پر آ جائے گی اور ساتھ ہی بیہوش
بھی ہو جائے گی۔ یہ سفوف خاص طور پر یونانی حکیم نے اپنے پاس
رکھ لیا۔ وہ اسی سفوف کی مدد سے ناگ دیوتا کو اپنے قبضے میں
کرنا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ بے ہوشی کا سفوف بھی یونانی حکیم
نے رکھ لیا تھا۔ اس نے جڑی بوٹیوں کے سوداگر کا بھیس بدلا
گھوڑے پر بیٹھا اور رتناولی شہر کی طرف چل پڑا۔

اس نے ناگ دیوتا کو آج تک نہیں دیکھا تھا۔ عنبر ماریا
جولی سانگ اور تھیو سانگ کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔

ناگ پھنی نے اسے صرف اتنا بتایا تھا کہ ناگ دیوتا رتناولی کی
سرائے میں ٹھہرا ہوا ہے۔ یونانی حکیم چونکہ سانپوں کا تریاق بھی تیار
کرتا تھا۔ اس وجہ سے سانپوں کے بارے میں اس کا علم بڑا وسیع
تھا۔ اور اس میں ایک خوبی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ سانپ کی بو
کو پا لیتا تھا۔ اگر کوئی سانپ انسان کی شکل میں ہو تو اس کے
جسم سے بھی سانپ کی خاص بو نکلتی رہتی ہے۔ اور اسی بو کے
ذریعے یونانی حکیم ناگ دیوتا کو پہچاننے کا ارادہ رکھتا تھا۔ سارا
دن اسے سفر میں گذر گیا جب سورج غروب ہو رہا تھا تو وہ رتنا
ولی شہر میں داخل ہو گیا۔ اس کے پاس ایک تھیلا بھی تھا جس
میں مختلف جڑی بوٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ سیدھا رتناولی کی سرائے
میں آ گیا۔ یہاں ایک کوٹھڑی اس نے کرائے پر حاصل کی۔ گھوڑے
کو ایک طرف باندھا اور سرائے میں چل پھر کر ناگ دیوتا کی تلاش
شروع کر دی۔ موسم سرد تھا۔ کچھ مسافر الاؤ روشن کئے بیٹھے قہوہ
وغیرہ پی رہے تھے۔ اکثر مسافر کوٹھڑیوں کے آگے کمبل اوڑھے
برآمدوں میں بیٹھے باتیں وغیرہ کر رہے تھے۔

یونانی حکیم تیز نظروں سے ہر ایک مسافر کو تکتا جا رہا تھا۔ اس
وقت عنبر ناگ ماریا جولی سانگ تھیو سانگ اور افراسیاب اپنی اپنی
کوٹھڑیوں میں تھے۔ یونانی حکیم مسافروں کے قریب سے ہو کر گذرتا
کہ شاید اسے کسی کے جسم سے سانپ کی بو آ جائے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ ناگ دیوتا انسان کی شکل میں وہاں آیا ہے۔ مگر اسے ناگ کی خاص
سانپوں والی بو کسی بھی آدمی کے جسم سے آتی محسوس نہیں ہوئی۔
وہ واپس اپنی کوٹھڑی میں آگیا۔ اس نے دوسرے دن روشنی
میں ناگ کی تلاش کا فیصلہ کر لیا تھا۔

دوسرے دن جب سورج کافی نکل آیا تھا اور سرائے میں بڑی
رونق تھی۔ مسافر باہر بیٹھے دھوپ سینک رہے تھے اور باتیں کر رہے
تھے اور یونانی حکیم بھی ایک طرف درخت کے قریب تھڑے پر
بیٹھ گیا۔ اس نے جیب میں کچھ نایاب جڑی بوٹیاں رکھ لی تھیں کہ
شاید کسی کو دکھانی پڑ جائیں۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ جڑی
بوٹیوں کا سوداگر ہے اور ان ہی کی تلاش میں زنداولی آیا ہے۔
یونانی حکیم نے جیب سے کچھ بوٹیاں نکال کر تھڑے پر رکھ دیں
اور انہیں الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ اتفاق سے اس وقت عنبر
قریب سے گزرا۔ عنبر بھی جڑی بوٹیوں کا بڑا ماہر تھا۔ اس نے
ایک بوڑھے شخص کو جڑی بوٹیاں سامنے رکھے دیکھا تو رک
گیا۔ کیونکہ عنبر کو ان میں دو ایک بڑی نایاب بوٹیاں نظر آئی
تھیں۔ عنبر یونانی حکیم کے قریب آکر بولا:

”محترم! یہ بوٹیاں آپ کو کہاں سے ملی ہیں؟“

یونانی حکیم نے عنبر کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ وہ تو ان خیالوں
میں گم تھا۔ کہ ناگ دیوتا کا کیسے سراغ لگایا جائے۔ جب عنبر
نے دوسری بار پوچھا تو یونانی حکیم نے بیزاری سے کہا:

”برخوردار! تمہیں اس سے کیا کہ بوٹیاں میں نے کہاں
سے حاصل کی ہیں۔ جاؤ اپنا کام کرو۔ میرا وقت
ضائع نہ کرو۔“

عنبر مسکرایا۔ کہنے لگا:

”محترم! میں دیکھ رہا ہوں کہ ان میں سے دو جڑی
بوٹیاں بڑی نایاب ہیں اور صرف مصر کے صحراؤں
میں ہی ملتی ہیں۔“

یونانی حکیم نے اب بھی عنبر میں کوئی دلچسپی نہ لی اور
اس کی طرف دیکھے بغیر کہا:

”کیا تم بھی جڑی بوٹیوں کا کام کرتے ہو؟“

عنبر بولا:

”جی ہاں! کبھی کرتا تھا۔ اب تو صرف سیاحت کا شوق
یہاں لے آیا ہے۔ آپ تو جڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتے
ہوں گے۔“

یونانی حکیم نے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر میں اسے کوئی خاص
بات نظر نہ آئی۔ اس نے بوٹیاں اٹھا کر جیب میں رکھ لیں
اور اٹھتے ہوئے بولا:

”ہاں بھائی یہی کاروبار کرتا ہوں۔ اب میرا سر نہ کھاؤ۔“

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کہہ کر یونانی حکیم اپنی کوٹھڑی کی طرف چل دیا۔ عنبر کو بھی اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ وہ واپس ناگ، جولی سانگ اور تھیو سانگ کے پاس آگیا۔ اس وقت افراسیاب اور ماریا شہر میں کیٹی کا سراغ لگانے چلے گئے تھے۔ سرائے کے باہر تھیو سانگ ناگ اور جولی سانگ ہی بیٹھے تھے۔ عنبر بھی ان کے پاس آکر بیٹھ گیا اور کیٹی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کوٹھڑی میں آرام کرنے کے بعد یونانی حکیم دوبارہ کوٹھڑی سے نکلا اور ناگ دیوتا کی بو سونگھتا جہاں جہاں مسافر بیٹھے دھوپ تاپ رہے تھے آکر ان کے قریب سے گزر جاتا۔ ایک جگہ اس خاص نوجوان (یعنی عنبر) کو دیکھا جو رات کو اس کے ساتھ جڑی بوٹیوں کا ذکر کر رہا تھا۔ یونانی حکیم جب قریب سے گزرا تو اچانک اسے سانپ کی ہلکی سی بو آئی۔ یونانی حکیم وہیں رک گیا اور پیچھے سرائے کے دروازے کی طرف یوں تکنے لگا جیسے اسے کسی کا انتظار ہے اور وہ انتظار کر رہا ہے۔ اس نے آنکھوں کے کنارے سے ان آدمیوں کو دیکھا جو قریب ہی برآمدے میں فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں اسے وہ نوجوان بھی دکھائی دیا جو اس سے جڑی بوٹیوں کی بات کر چکا تھا۔ سانپ کی بو بھی ان آدمیوں کی طرف سے ہی آرہی تھی۔ یونانی حکیم کو یقین ہو گیا کہ ناگ دیوتا ان آدمیوں میں سے ہی کوئی ہو سکتا ہے

عنبر سے اس کی سلام دعا ہو چکی تھی۔ چنانچہ اسی بہانے یونانی حکیم نے عنبر کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولا:

"میں اپنے ایک شاگرد کا انتظار کر رہا ہوں۔ اسے آج اس شہر میں پہنچ جانا چاہیے تھا۔"

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے پاٹلی پتر سے ایک قافلہ کل شام کو یہاں پہنچنے والا ہے۔ شاید اس میں آجائے۔"

یونانی حکیم باتیں کرنے کے بہانے عنبر کے قریب آگیا۔ عنبر کو قدرتی طور پر اس سے تعارف کروانا پڑ گیا۔

اس نے کہا:

"یہ میرے دوست ہیں۔"

جب یونانی حکیم نے ناگ سے ہاتھ ملایا تو اسے ناگ کے جسم سے سانپ کی بو آئی۔ اس کی آنکھیں بھی بتا رہی تھیں کہ یہ شخص اصل میں سانپ ہے۔ یونانی حکیم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اسے ناگ دیوتا مل گیا تھا۔

وہ بولا:

"آپ سب سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے میرے بچو!"

عنبر نے جولی سانگ تھیو سانگ اور ناگ کو بتایا کہ یہ محترم بزرگ جڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یونانی حکیم نے مسکرا کر کہا:

"بیٹا میں تو معمولی آدمی ہوں۔ جڑی بوٹیوں کا علم تو ایک سمندر ہے۔ ہاں میرے والد صاحب البتہ اس کام کے ماہر تھے۔"

ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ بھی یونانی حکیم کی باتوں میں دلچسپی لینے لگے کیونکہ یونانی حکیم جڑی بوٹیوں کی بڑی دلچسپ باتیں کر رہا تھا۔

وہ کہہ رہا تھا:

"نیپال کے جنگلوں میں ایک ایسی بوٹی ہے کہ اگر کوئی بوڑھا اسے کھالے تو پھر سے جوان ہو جاتا ہے۔"

عنبر نے ہنس کر کہا:

"بابا: پھر تو آپ کو اس جڑی بوٹی کی تلاش میں ابھی روانہ ہو جانا چاہئے۔"

یونانی حکیم بولا:

"ارے بیٹا: یہ محض باتیں ہی ہیں۔ ان میں حقیقت نہیں ہوتی۔ بس تمہاری دلچسپی کی خاطر سنا رہا ہوں۔"

پھر یونانی حکیم نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"بیٹا: تمہارے چہرے پر مجھے لکھا ہوا نظر آ رہا ہے کہ تم آگے چل کر کسی بادشاہ کے وزیر بنو گے۔"

جولی سانگ تھیو سانگ اور ناگ عنبر ہنس پڑے۔

تھیو سانگ نے کہا:

"بابا: یہ ہمارا دوست ناگ تو بادشاہ بننا بھی پسند نہیں کرے گا۔"

عجیب اتفاق سے یونانی حکیم کو ناگ دیوتا کا نام بھی معلوم ہو گیا اب وہ چاہتا تھا کہ ناگ کے جسم کو قریب سے سونگھے۔

اس نے ایک چال سوچی اور بولا:

"ناگ بیٹا: تم مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ گے۔ میں ہاتھ کی لکیریں پڑھ کر قسمت کا حال بتا دیتا ہوں۔"

جولی سانگ کہنے لگی:

"بابا پہلے میرا ہاتھ دیکھو:

عنبر اور تھیو سانگ مسکرا رہے تھے۔ یونانی حکیم جولی سانگ کا ہاتھ دیکھنے لگا: اسے ہاتھ دیکھنا بالکل نہیں آتا تھا۔

یونہی بولا:

"بیٹی: تمہارے ہاتھ کی لکیریں بتا رہی ہیں کہ تم بڑی خوش قسمت ہو اور خدا کے فضل سے تمہارے ہاں سات لڑکے پیدا ہوں گے۔"

جولی سانگ نے شرما کر ہاتھ کھینچ لیا۔ تھیو سانگ عنبر اور ناگ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ اب یونانی حکیم نے ناگ کا ہاتھ پکڑ

لیا اور بولا:

"بیٹا! لاؤ میں تمہارا ہاتھ ضرور دیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ تمہارا ماتھا بھی بڑا روشن ہے۔"

ناگ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ محض دل لگی کے لئے اس نے اپنا ہاتھ کھول دیا۔ یونانی حکیم بڑے غور سے اس کے ہاتھ کی لکیریں دیکھنے لگا۔ زیادہ غور سے دیکھنے کے لئے یونانی حکیم جان بوجھ کر ناگ کا ہاتھ اپنی آنکھوں کے قریب لے گیا۔ اس کا ناک ناگ کی ہتھیلی کو چھونے لگا۔ اسے ناگ کے جسم سے ناگ کی بڑی تیز بو آئی اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ یونانی حکیم نے اوٹ پٹانگ کہا:

"بیٹا: تمہاری شادی کسی شہزادی سے ہوگی اور تمہارے ہاں سات لڑکیاں پیدا ہوں گی۔"

سب ناگ کو مذاق کرنے لگے۔

یونانی حکیم نے ناگ کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بولا:

"معاف کرنا میرے بچو! مجھے ہاتھ دیکھنا زیادہ نہیں آتا۔ بس جتنا آتا تھا تمہیں بتا دیا۔ اچھا اب فوراً شہر جاتا ہوں میرے شاگرد کی ایک بہن شہر میں رہتی ہے۔ کہیں میرا شاگرد وہاں نہ پہنچ گیا ہو۔"

یہ کہہ کر یونانی حکیم ان لوگوں کے درمیان سے اٹھ کر سرائے کے پھاٹک کی طرف چلنے لگا۔ سرائے سے نکل کر یونانی حکیم سیدھا رتناوری شہر کے باہر ایک آبادی میں آگیا۔ یہاں اسے کونے میں ایک ایسا مکان دکھائی دیا جو بالکل خالی پڑا تھا۔ اس کے صحن میں جانوروں کے لئے چارے کے ڈھیر پڑے تھے۔ ایک آدمی باہر نکلا تو یونانی حکیم نے اس سے پوچھا۔

"بھائی! کیا یہ مکان خالی ہے؟ میں سوداگر ہوں۔ سرائے میں جگہ نہیں ملی۔ کیا یہ مکان مجھے کرائے پر مل سکتا ہے صرف دو دن ہی یہاں رہوں گا۔"

اور اس کے ساتھ ہی یونانی حکیم نے جیب سے چاندی کے چار سکے نکال کر اس آدمی کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ وہ آدمی بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا:

"بھائی تم بڑی خوشی سے یہاں دو تین دن رہ لو۔ میں ہی اس مکان کا مالک ہوں۔ میں تمہیں اندر چارپائی اور بستر لگا دیتا ہوں۔"

یونانی حکیم نے مکان کے خالی کمرے میں چارپائی پہ بستر لگوایا اور کہا:

"اچھا اب میں جاتا ہوں شام کو آؤں گا۔ بازار میں کچھ کاروبار کرنا ہے۔"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یونانی حکیم نے مکان کی چابی لے لی اور شہر میں آ گیا۔ وہ دوپہر تک شہر میں پھرتا رہا۔ ایک جگہ اس نے کھانا کھایا۔ پھر واپس اس مکان پر آ کر چارپائی پر لیٹ گیا۔ جب شام ہونے لگی تو یونانی حکیم بستر سے اٹھا۔ اس نے تکئے جوڑ کر چارپائی کے درمیان میں لگا دیئے اور اوپر چادر ڈال دی۔ اب ایسا لگتا تھا کہ بستر میں کوئی شخص چادر اوڑھے سو رہا ہے۔ یہ ایک جال تھا جس میں وہ ناگ کو پھنسانے والا تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ سیدھا سرائے میں آ گیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت سرائے میں اسے صرف ناگ اکیلا ہی مل گیا۔ ماریا، چولی سانگ اور تھیو سانگ شہر کی طرف گئے ہوئے تھے۔ یونانی حکیم یہی چاہتا تھا۔ اب اس نے اداکاری شروع کر دی۔ وہ سخت گھبراہٹ میں ناگ کے پاس آیا اور بولا!

"بیٹا! تم جڑی بوٹیوں کے علم کو جانتے ہو۔ کیا تمہارے خیال میں یہاں کوئی ایسی بوٹی مل جائے گی جس سے سانپ کے کاٹے کا علاج ہو سکے۔؟"

ناگ نے یونانی حکیم کی گھبراہٹ کو دیکھتے ہوئے پوچھا!

"کیا بات ہے بابا!

آپ اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہیں!"

یونانی حکیم نے کہا!

"کیا بتاؤں بیٹا! بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ میرے شاگرد کی بہن کو سانپ نے کاٹ لیا ہے وہ بے ہوش پڑی ہے۔ میرے پاس کوئی ایسی بوٹی نہیں ہے جو اس کا علاج کر سکے تمہارے پاس بھاگا بھاگا آیا ہوں کہ تم جڑی بوٹیوں کا علم رکھتے ہو۔ شاید تم کوئی ایسی بوٹی بتا سکو کہ جس سے میرے شاگرد کی بہن کی جان بچ جائے۔"

ناگ یہ سن کر فوراً بولا!

"بابا! تم مجھے اس عورت کے پاس لے چلو جس کو سانپ نے کاٹا ہے۔ میرے پاس ایک سانپ کا منکا ہے۔ میں اس سے سانپ کا زہر باہر کھینچ لوں گا۔"

یونانی حکیم یہی چاہتا تھا کہ ناگ اس کے ساتھ چلے۔ جلدی سے بولا!

"خدا تمہارا بھلا کرے بیٹا۔ جلدی چلو۔ بے چاری لڑکی بے ہوش پڑی ہے۔ جلدی چلو۔"

اور یونانی حکیم ناگ کو لے کر شہر کی باہر والی آبادی کے اس مکان کی طرف چلنے لگا۔ جہاں اس نے چارپائی پر تکئے رکھ کر اوپر چادر ڈال رکھی تھی۔ اس وقت شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا شہر پر اترنے لگا تھا۔ یونانی حکیم نے وہ خاص سفوف جیب سے نکال کر اپنی مٹھی میں رکھ لیا تھا جس کو انسان کے جسم پر چھڑک دے تو

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسان اپنی اصلی حالت میں آ جاتا تھا۔ وہ ناگ کو مکان کے اندر لے گیا۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ ناگ نے شام کے ہلکے ہلکے اندھیرے میں دیکھا کہ چارپائی پر کوئی چادر اوڑھے پڑا ہے۔

یونانی حکیم نے کہا:

"یہی وہ لڑکی ہے۔

کہیں مر تو نہیں گئی بے چاری!"

ناگ نے کہا:

"فکر نہ کرو بابا!

سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

ناگ جھک کر چادر اٹھانے ہی لگا تھا کہ یونانی حکیم نے پیچھے سے سفوف ناگ کے اوپر ڈال دیا۔ ناگ کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر چادر کے اوپر گر پڑا۔ اس کے بعد ناگ کو بالکل ہوش نہ رہا۔ یونانی حکیم پیچھے ہٹ گیا تھا کہ اگر سفوف نے اپنا کام نہ دکھایا تو وہ وہاں سے فرار ہو جائے گا۔ لیکن بوٹی کے سفوف نے اپنا اثر دکھا دیا تھا۔ ناگ ایک چھوٹے کالے سانپ کی شکل میں چارپائی کی چادر پر بے حس و حرکت پڑا تھا۔

یونانی حکیم فرش سے اچھل پڑا۔ اس نے فوراً ناگ کو اٹھا کر جیب میں رکھا اور مکان سے باہر نکل گیا سرائے کی طرف جانے کی بجائے وہ سیدھا شہر کی منڈی میں آگیا۔ یہاں اس نے ایک تیز رفتار گھوڑا خریدا۔ اور اس پر سوار ہو کر ٹیکسلا کی طرف روانہ ہو گیا۔ اگر وہ سرائے میں اپنا گھوڑا لینے جاتا تو ہو سکتا تھا کہ ناگ دیوتا کے ساتھی وہاں آگے ہوتے اور وہ اسے دیکھ لیتے۔

جب تھوڑی دیر بعد عنبر ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ واپس سرائے میں آئے تو وہاں ناگ موجود نہیں تھا۔ افراسیاب اپنی کوٹھڑی میں لیٹا ہوا تھا۔ پہلے تو انہوں نے کوئی خیال نہ کیا۔ سوچا ناگ یہیں کہیں ہو گا۔ ابھی واپس آجائے گا۔ لیکن جب رات ہو گئی اور ناگ واپس نہ آیا تو انہیں تشویش ہوئی۔

افراسیاب بولا:

"کہیں ناگ بھائی سرائے کا راستہ تو نہیں بھول گیا؟"

ماریا نے کہا:

"وہ راستہ نہیں بھول سکتا۔"

جولی سانگ نے جھلا کر کہا۔

"ناگ کی خوشبو فضا میں نہیں ہے۔"

تھیو سانگ عنبر نے سانس کھینچ کر سونگھا۔ ناگ کی خوشبو فضا میں موجود نہیں تھی۔ عنبر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"ناگ ضرور کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔"

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش ناگ

عنبر نے کچھ سوچ کر کہا:

"اس یونانی حکیم کا گھوڑا سرائے میں بندھا ہے اور گھوڑے میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ واپس اپنے مالک کے گھر ہی جاتا ہے۔ کیوں نہ ہم اس گھوڑے کو چھوڑ دیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ یونانی حکیم کے گھر پر ہی جائے گا۔"

تھیوسانگ بولا:

"ہو سکتا ہے وہ یونانی حکیم یہاں سے سینکڑوں کوس دور کسی شہر میں رہتا ہو۔ کیا ہم گھوڑے کے ساتھ ساتھ اتنی دور تک چلے جائیں گے؟"

افراسیاب کہنے لگا:

"ویسے بھی تو ہمیں ناگ کی تلاش میں کہیں نہ کہیں جانا ہی ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم گھوڑے کا پیچھا کریں۔"

تھیوسانگ اور جولی سانگ نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔

ماریا نے کہا:

"یہ کوئی ضروری تو نہیں کہ یونانی حکیم ناگ کو لے کر اپنے گھر ہی کی طرف گیا ہو۔"

عنبر بولا:

"ایسا کرتے ہیں کہ افراسیاب بھائی گھوڑے کے ساتھ چلا جائے اور ہم دوسری طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ افرا بھائی سلیمانی ٹوپی پہن کر غائب بھی ہو سکتا ہے اور دوسرے شہر سے تیزی سے آ کر ہمیں خبر بھی کر سکتا ہے۔"

جولی سانگ نے کہا:

"یہ ٹھیک رہے گا۔ کیوں افرا بھائی تمہاری کیا رائے ہے؟"

افراسیاب سر کھجانے لگا۔ بولا:

"جو تم لوگ کہو گے ویسے ہی کروں گا۔ ابھی تو کسی کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا کہ ناگ بھائی گم ہو گیا۔"

عنبر نے کہا:

"افرا بھائی! ہم ایک مدت سے سفر کر رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ گھوڑے کے ساتھ چل پڑو۔ جدھر گھوڑا جائے گا

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہم اس کی مخالف سمت کو جائیں گے۔"

عنبر نے گھوڑے کو کھول دیا۔ گھوڑا سرائے سے نکلا اور ٹیکسلا شہر کی طرف اپنا رُخ کر لیا۔

عنبر بولا:

"یہ ٹیکسلا شہر کی طرف جا رہا ہے۔ افراسیاب بھائی تم اس کے ساتھ ٹیکسلا جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ یونانی مکار ٹیکسلا میں ہی رہتا ہے۔ ہم دوسری طرف جاتے ہیں ایک شہر پیچھے دیکھ کر ہم واپس ٹیکسلا پہنچ جائیں گے۔ تمہیں اگر ناگ مل گیا تو تم اسے لے کر وہاں سرائے میں ہی ٹھہرنا۔ ہم تمہیں سرائے میں آکر ملیں گے۔"

اب افراسیاب گھوڑے کے ساتھ ساتھ چل پڑا اور عنبر، ماریا، جولی سانگ اور تھیو سانگ دوسری طرف روانہ ہو گئے۔ گھوڑا پہلے تو آہستہ آہستہ یعنی قدم قدم چلتا رہا۔ مگر شہر سے نکل کر جب وہ کھلی سڑک پر آیا تو اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ افراسیاب اب اس کے ساتھ پیدل نہیں چل سکتا تھا اس نے سلیمانی ٹوپی پہن لی۔ وہ غائب ہو گیا اور غائب ہو کر گھوڑے کے اوپر جا کر بیٹھ گیا تاکہ کوئی اسے دیکھ بھی نہ سکے اور وہ گھوڑے کے ساتھ ساتھ سفر بھی کرتا رہے۔

یونانی حکیم کو بھی اس بات کا علم تھا کہ وہ اپنا گھوڑا سرائے میں چھوڑ آیا ہے اور ناگ دیوتا کے دوستوں کو جب پتہ چلا کہ یونانی غائب ہے تو وہ ضرور اس پر شک کریں گے اور پھر وہ اس کے گھوڑے کی مدد سے ٹیکسلا میں اس کے گھر تک پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ یونانی حکیم جب ٹیکسلا پہنچا تو رات ابھی باقی تھی۔ وہ اپنے گھر کی طرف جانے کی بجائے آگے گندھارا کی طرف روانہ ہو گیا۔ یونانی حکیم کے ساتھ مشکل یہ تھی کہ اس کے پاس کوئی ایسی جڑی بوٹی نہیں تھی کہ جس کے سفوف کو ناگ پر چھڑک کر وہ اسے دوبارہ انسانی شکل میں واپس لا سکتا۔ اور انسانی شکل میں واپس لا کر ہی وہ ناگ کی آنکھیں نکال کر اپنی گردن میں لٹکا سکتا تھا۔ کیونکہ سانپ کی آنکھیں لٹکانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ ناگ سانپ کے روپ میں اس کی جیب میں ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ راستے میں یونانی حکیم نے ایک بار پھر اس پر سفوف چھڑک دیا تھا۔ تاکہ وہ اور کچھ دیر کے لئے بے ہوش ہی رہے۔ وہ ہوش میں آکر یونانی حکیم کو کاٹ سکتا تھا یا اپنی مدد کے لئے دوسرے سانپوں کو بلا سکتا تھا یونانی حکیم ناگ دیوتا کی طاقت سے واقف تھا۔

اس نے سن رکھا تھا کہ گندھارا شہر میں ایک پرانا مقبرہ ہے اس مقبرے میں ایک بوڑھا گورکن رہتا ہے جس کے پاس چاندی کی پتری پر کھدا ہوا ایک ایسا نقش ہے کہ اگر اسے کسی کے جسم سے رگڑا جائے تو وہ انسان اپنی اصلی حالت میں واپس آجاتا ہے یونانی

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حکیم کو یہ بات ایک ایسے شعبدہ باز نے بتائی تھی جو طلسم بھی کرتا تھا یونانی حکیم گندھارا کی طرف جا رہا تھا اور افراسیاب کا گھوڑا ٹیکسلا شہر میں یونانی حکیم کے مکان پر پہنچ کر رک گیا۔ افراسیاب نے سلیمانی ٹوپی اتار کر جیب میں رکھ لی۔ وہ ظاہر ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ مکان پر تالا پڑا ہوا ہے اس نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہاں جو یونانی حکیم رہتا ہے وہ کہاں ہے؟ اس آدمی نے بتایا کہ وہ شہر سے باہر گیا ہوا ہے اور ابھی واپس نہیں آیا۔ افراسیاب نے سوچا کہ اسے آس پاس کے دیہات اور قصبوں میں جا کر دیکھنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے یونانی حکیم وہاں کہیں چھپا بیٹھا ہو۔ افراسیاب اسی گھوڑے پر بیٹھا اور ٹیکسلا شہر سے نکل کر پورشش پور شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

پورشش پور کی سرائے میں کیٹی بیٹھی ابھی تک اژگر کا انتظار کر رہی تھی اسے تین چار دن گزر گئے تھے۔ جب وہ نا امید ہو گئی اور اسے یقین ہو گیا کہ اژگر اب شاید واپس نہ آئے تو اس نے سرائے چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ سرائے سے نکل کر ٹیکسلا شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ دن کا وقت تھا۔ چاروں طرف دھوپ کھلی ہوئی تھی کیٹی سڑک کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ وہ ایک سنسان پہاڑی علاقے سے گزر رہی تھی کہ اچانک ایک طرف سے چار آدمی جن کے ہاتھوں میں خنجر تھے نکل آئے اور انہوں نے کیٹی کو پکڑ لیا۔ کیٹی کے پاس اپنی طاقت یہی تھی کہ وہ ایک دو آدمیوں کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ جس منتر سے وہ قدیم زمانے کے کردار کو بلا سکتی تھی وہ منتر ابھی تک اسے یاد نہیں آ رہا تھا یہاں چار بٹے کٹے آدمیوں سے مقابلہ تھا۔ کیٹی ان کا مقابلہ نہ کر سکی اور ان ڈاکوؤں نے جن کا کام ہی اکیلی دکیلی عورت کو پکڑ کر دوسرے شہر میں جا کر فروخت کر دینا تھا۔ کیٹی کو قابو میں کر لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر گھوڑے پر ڈالا اور ٹیکسلا شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیونکہ ٹیکسلا ایک بڑا شہر تھا اور یہاں عورت کی قیمت زیادہ تھی۔ امیر لوگ نوجوان عورتوں کو حویلیوں میں کنیز بنا کر رکھ لیتے تھے۔ اب ایسا اتفاق ہوا کہ جس سڑک پر یہ درندہ صفت بدمعاش لوگ کیٹی کو اغوا کر کے لئے جا رہے تھے۔ اسی سڑک پر سامنے سے افراسیاب گھوڑے پر سوار چلا آ رہا تھا۔

افراسیاب قریب پہنچا تو اسے ایک عورت گھوڑے پر بندھی ہوئی نظر آئی۔ کیٹی نے افراسیاب کو دیکھتے ہی پہچان لیا اس نے چیخ کر کہا!

"افرا بھائی!

میں ہوں کیٹی۔ مجھے ان سے بچاؤ۔"

ڈاکوؤں نے تلواریں نکال لیں اور افراسیاب پر حملہ کر دیا۔ افراسیاب کے پاس کوئی تلوار نہیں تھی مگر وہ چونکہ مر چکا تھا اس لئے

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوبارہ نہیں مر سکتا تھا۔ ویسے اس کے پاس ایک ایسا ہتھیار تھا
جس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ افراسیاب نے فوراً ہوا میں
ہاتھ پھیلا کر اپنی زنبیل پکڑ لی اور ایک ڈاکو کو گردن سے پکڑ کر
گھوڑے سمیت اپنی زنبیل میں ڈال کر غائب کر دیا۔ دوسرے ڈاکو
نے افراسیاب کی گردن پر وار کر دیا۔ تلوار گردن کو کاٹ کر نکل
گئی۔ مگر گردن کٹ کر واپس اپنی جگہ پر آ کر لگ گئی۔ افراسیاب نے
دوسرے ڈاکو کو بھی زنبیل میں ڈال کر غائب کر دیا۔ اب باقی کے دونوں
ڈاکو گھبرا کر بھاگے۔ مگر افراسیاب نے انہیں بھاگنے نہیں دیا کیونکہ
وہ بدمعاش لوگ تھے۔ اور افراسیاب نہیں چاہتا تھا کہ وہ دوسری
کسی بے گناہ عورت کو اغوا کر کے اس کی زندگی تباہ کریں۔ افراسیاب
نے فوراً اپنی سلیمانی ٹوپی نکال کر پہنی اور غائب ہو گیا۔ غائب ہوتے
ہی وہ دونوں ڈاکوؤں کے سروں پر آ گیا اور بولا:

"تم بچ کر کہاں جاؤ گے الو کے پٹھو! میں تمہیں چھوڑنے
والا نہیں ہوں۔ میں لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہارے
ظلم سے نجات دلا دینا چاہتا ہوں۔"

اور افراسیاب نے دونوں ڈاکوؤں کو اٹھا کر زنبیل میں ڈال کر
غائب کر دیا۔ پھر وہ واپس کیٹی کے پاس آیا۔ اس کی رسیاں کھول
ڈالیں۔ کیٹی نے سب سے پہلے عنبر ناگ ماریا کا پوچھا۔

افراسیاب بولا:

"وہ سب لوگ ٹیکسلا میں آ رہے ہیں۔ مگر ناگ بھیا غائب
ہے۔"

پھر اس نے کیٹی کو ساری بات بیان کر دی۔

کیٹی پریشان ہو کر بولی:

"وہ یونانی حکیم ناگ کو کہاں لے گیا ہو گا؟"

افراسیاب بولا:

"یہی تو ہمیں معلوم نہیں۔ میں صبح سے اس بدبخت
مکار آدمی کو تلاش کر رہا ہوں۔ مگر تم یہاں کس طرح
پہنچ گئیں!"

اب کیٹی نے افرا کو اپنے ساتھ گزرے سارے واقعات سنائے۔

افراسیاب بولا:

"میرا خیال ہے ہمیں واپس ٹیکسلا کی سرائے میں چلنا
چاہئے کیونکہ عنبر ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ بھائی
وہیں پر ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں تم ان سے مل لو۔ وہ
سب تمہارے لئے بے حد پریشان ہیں۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر ناگ کا کیا بنے گا؟ وہ یونانی کہیں ناگ کو کوئی
نقصان نہ پہنچا دے۔"

افراسیاب بولا!

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرا خیال ہے کہ ہم سب مل کر ناگ کی تلاش میں نکلیں گے۔"

"شاید یہی بہتر ہو۔"

کیٹی نے اتنا کہا اور گھوڑے پر بیٹھ کر افراسیاب کے ساتھ ٹیکسلا کی طرف روانہ ہو گئی۔

راستے میں افرا نے کہا:

"کیٹی بہن:

اب میں نے تم لوگوں کے ساتھ کافی چل پھر لیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ٹیکسلا پہنچ کر تم مجھے منتر پڑھ کر واپس میری دنیا میں پہنچا دو۔"

کیٹی نے بڑے افسوس کے ساتھ کہا:

"افرا بھائی:

خدا جانے کیا بات ہو گئی ہے کہ مجھے وہ منتر بالکل یاد نہیں آ رہا۔ اگر وہ منتر یاد ہوتا تو یہ ڈاکو مجھے بے بس نہیں کر سکتے تھے۔ میں منتر پڑھ کر سامری جادوگر کو قدیم زمانے سے بلا لیتی۔"

افراسیاب کی گردن لٹک گئی۔

وہ بولا:

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو کیٹی بہن؟ کیا اب میں کبھی واپس نہیں جا سکوں گا۔"

کیٹی نے کہا:

"مایوس ہونا کفر ہے افرا بھائی! خدا نے چاہا تو مجھے وہ منتر ضرور یاد آجائے گا۔ میں ہر وقت یاد کرتی رہتی ہوں۔ کسی نہ کسی لمحے وہ یاد آجائے گا۔"

افراسیاب نے ٹھنڈا سانس بھرا اور چپ ہو گیا۔ ٹیکسلا کی سرائے میں ماریا عنبر جولی سانگ تھیو سانگ وغیرہ واپس آ چکے تھے۔ افراسیاب کے ساتھ کیٹی کو دیکھ کر وہ بہت ہی خوش ہوئے۔ کیٹی نے سب کو وہ واقعات سنائے جو اس کے ساتھ گزرے تھے۔ اور اب ناگ کے بارے میں فکر مند ہو رہی:

"اژگر بھی میرے ساتھ ناگ ہی کی تلاش میں آیا تھا مگر اس کا کوئی پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"مجھے تو اژگر بھی کوئی عیار شخص لگتا ہے ہو سکتا ہے وہ یونانی حکیم کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ اور ان دونوں نے مل کر ناگ کو اغوا کیا ہو۔"

ماریا بولی:

"ناگ بھیا کو اغوا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور طلسم جانتا ہوگا بغیر طلسم
کے ناگ کو بے بس نہیں کیا جا سکتا۔"

عنبر کہنے لگا:

"وہ یونانی جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا اور بعض بوٹیوں
میں بڑی طلسمی طاقت ہوتی ہے۔"

افراسیاب اور جولی سانگ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اب
انہیں ناگ کی تلاش کے سلسلے میں آگے کی طرف چلنا چاہیے۔

ماریا نے کہا:

"اس سے آگے گندھارا ہی ایک بڑا شہر ہے۔"

تھیوسانگ بولا:

"تو ٹھیک ہے ہم اسی وقت گندھارا شہر کی طرف
روانہ ہو جاتے ہیں۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد ماریا عنبر کیٹی تھیوسانگ جولی سانگ اور
افراسیاب ٹیکسلا شہر سے گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلے اور گندھارا شہر
کی طرف روانہ ہو گئے۔ ادھر یونانی حکیم گندھارا پہنچ چکا تھا۔ گندھارا
میں اس مقبرے کی طرف آ گیا۔ جہاں اسے گورکن کے ملنے کی
امید تھی۔ اس وقت گندھارا شہر کے آسمان پر گھنے بادل چھائے
ہوئے تھے اور سرد ہوا چل رہی تھی۔ دن کا تیسرا پہر تھا۔ ناگ
ابھی تک بے ہوش تھا۔ یونانی حکیم مقبرے کے ٹوٹے پھوٹے

احاطے میں داخل ہو کر گھوڑے سے اتر پڑا۔ اس نے گھوڑے
کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ یہ شکستہ مقبرہ بہت پرانا
تھا۔ اس کی دیواروں اور گنبد میں بڑی بڑی دراڑیں پڑ چکی
تھیں۔ درختوں کے پتے جھڑ کر سوکھی گھاس پر سرد ہوا میں اڑ
رہے تھے۔ یہ مقبرہ ایک پرانے قبرستان میں واقع تھا اور
گھاس میں قبروں کی ڈھیریاں ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں۔ یونانی
حکیم کو وہاں کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔

وہ مقبرے کے اندر آ گیا۔ یہ گول عمارت تھی۔ گنبد میں شگاف
پڑا ہوا تھا۔ فرش کی سلیں اکھڑی ہوئی تھیں۔ درمیان میں کسی
وزیر یا بادشاہ یا کسی ملکہ کی قبر تھی۔ قبر پر کوئی کتبہ نہیں تھا۔ شاید کبھی
کتبہ لگا ہوگا۔ مگر لوگ اسے قیمتی پتھر سمجھ کر اکھاڑ کر لے گئے
تھے۔

قبر کی نیلی ٹائلیں بھی چند ایک ہی باقی رہ گئی تھیں۔ یونانی
حکیم مقبرے سے نکل آیا۔ اب اس نے قبرستان میں گورکن کی تلاش
شروع کر دی۔ اس احاطے کو چاروں طرف سے اونچی دیوار
نے گھیر رکھا تھا۔ اس دیوار پر جنگلی بیلیں لپٹی ہوئی تھیں
یونانی قبروں میں سے گزرتا ہوا ایک پتھروں کے بنے ہوئے
شکستہ کمرے کے پاس آ کر رک گیا۔ اس کمرے کا صرف
ایک ہی دروازہ بچا تھا۔ دوسرا دروازہ لوگ اکھاڑ کر

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے تھے۔ کوٹھڑی کے اندر اندھیرا تھا۔ یونانی حکیم آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا کوٹھڑی میں آگیا۔ کوٹھڑی میں کوئی آدمی نہ تھا۔ دروازے میں سے دن کی ابر آلود پھیکی روشنی کوٹھڑی میں بڑی مشکل سے اندھیرے کو تھوڑا سا دور کر رہی تھی۔ یونانی حکیم نے دیکھا کہ کوٹھڑی کی ایک طرف دیوار کے ساتھ ایک تابوت پڑا ہے۔ تابوت کا ڈھکنا کھلا تھا اور وہ خالی تھا۔ کونے میں قبر کھودنے کے اوزار پڑے تھے۔ مٹی کی ایک صراحی میں پانی بھرا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ یہاں کوئی رہتا ضرور ہے مگر خدا جانے وہ اس وقت کہاں چلا گیا تھا۔ چونکہ کوٹھڑی میں کوئی بستر وغیرہ نہیں لگا تھا اس لئے یونانی حکیم نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ گورگن رات کو واپس چلا جاتا ہو۔ مگر ابھی تو دن تھا۔ ابھی تو گورگن کو اسی جگہ ہونا چاہئے تھا۔ یونانی کوٹھڑی سے نکل کر باہر ایک طرف درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ وہ گورگن کا انتظار کرنا چاہتا تھا۔ اس نے جیب سے ناگ کو نکال کر دیکھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں ابھی تک بے حس و حرکت تھا۔ بے ہوش تھا۔

یونانی نے سانپ یعنی ناگ کو جیب سے نکال کر سوکھی گھاس پر رکھ دیا۔ یہاں بھی ناگ بے ہوش ہی پڑا رہا۔ یونانی نے ناگ کو اٹھایا اور جیب میں رکھ لیا اور بے چینی سے مقبرے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ حیران تھا کہ گورگن کہاں چلا گیا ہے۔

دن کی روشنی ماند پڑنے لگی تھی۔ آسمان اسی طرح بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور سردی زیادہ ہو گئی تھی۔ یونانی اٹھ کر ٹہلنے لگا کہ اس طرح سردی کا احساس کچھ کم ہو جائے گا۔ اتنے میں بادل گرجا اور بارش شروع ہو گئی۔ بارش ہلکی ہلکی ہو رہی تھی۔ مگر یونانی اس میں بھیگنے لگا۔ وہ دوڑ کر مقبرے کے اندر آگیا۔ وہ ٹوٹے ہوئے دروازے کی محراب کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ اب ایسی بات ہوئی کہ جس جگہ یونانی نے ناگ کو نکال کر گھاس پر تھوڑی دیر کے لئے رکھا تھا۔ وہاں سے ایک دھاری دار انتہائی زہریلا سانپ گزرا تو اسے زمین میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آئی۔ بے ہوش ہونے کے بعد یونانی کے سفوف کے اثر سے ناگ کے جسم سے پوری طرح سے خوشبو نہیں اٹھ رہی تھی۔ بس اتنی ہی خوشبو آتی تھی کہ کوئی قریب ہی سے اسے سونگھ سکتا تھا۔ مگر سانپ کی سونگھنے کی حس بڑی تیز ہوتی ہے جہاں ناگ گھاس پر تھوڑی دیر کے لئے رکھا گیا تھا وہاں گھاس پر ابھی تک اس کے جسم کی خوشبو چپٹی ہوئی تھی۔

دھاری دار سانپ ٹھیک اسی جگہ سے گزرا تھا۔ ناگ دیوتا کی خوشبو پاتے ہی سانپ رک گیا۔ اس نے بار بار زبان نکال کر فضا کا جائزہ لیا کہ یہ خوشبو اسے کہاں سے آئی ہے بہت جلد

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معلوم ہو گیا کہ خوشبو گھاس میں سے آ رہی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ ناگ دیوتا وہاں موجود ہے۔ مگر اس کی خوشبو اتنی کمزور کیوں ہے؟ دھاریدار سانپ سوچنے لگا۔ کہیں ناگ دیوتا بیمار تو نہیں پڑا ہوا؟ دھاریدار سانپ اپنی پوری طاقت سے اپنی دو شاخوں والی زبان کو تیزی سے باربار باہر نکال کر فضا میں سونگھا۔ اسے مقبرے کی طرف سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔ سانپ نے خاموشی سے مقبرے کی طرف بارش میں رینگنا شروع کر دیا۔

ٹھیک اسی وقت ایک جنازہ قبرستان میں داخل ہوا یونانی اپنے آپ کو چھپانے کے لئے وہاں سے اٹھ کر مقبرے کی دوسری طرف چلا گیا۔ جنازے کو صرف چار آدمی اٹھائے ہوئے تھے۔ پانچواں آدمی ان کے ساتھ نہیں تھا۔ انہوں نے جنازہ درختوں کے نیچے ایک جگہ رکھ دیا۔ جنازے پر سیاہ چادر پڑی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی احاطے کے دروازے میں ایک ہٹا کٹا درمیانے قد کا آدمی داخل ہوا۔ جس کے ہاتھ میں پھاوڑا تھا۔ یونانی نے سوچا کہ ضرور یہی گورکن ہو گا۔ وہ مقبرے کی شکستہ سیڑھیاں اتر کر جنازے کی طرف بڑھا۔ دھاریدار سانپ مقبرے میں آیا تو وہاں ناگ دیوتا کی خوشبو غائب ہو چکی تھی۔ وہ پھن اٹھا کر چاروں طرف زبان نکال کر جائزہ لینے لگا۔ ہلکی بارش میں اسے کچھ آدمی درختوں کے نیچے کھڑے نظر آئے۔ ناگ دیوتا کی مدھم خوشبو ان درختوں کی طرف سے ہی آ رہی تھی۔ دھاریدار سانپ سیڑھیاں اتر آیا اور اس طرف چلنے لگا۔ وہاں قریب جا کر اس نے دیکھا کہ وہاں قبر کھودی جا رہی تھی اور آدمیوں کے پاس پھاوڑے اور کدال تھے۔ دھاریدار سانپ کو خیال آیا کہ انسان سانپ کا دشمن ہے۔ اگر ان انسانوں نے اسے دیکھ لیا تو کدال مار کر وہیں اس کے ٹکڑے کر دیں گے۔ لیکن ناگ دیوتا کی خوشبو چونکہ آ رہی تھی اس لئے وہ وہاں سے جا بھی نہیں سکتا تھا۔

دھاریدار سانپ وہیں گھاس میں چھپ کر بیٹھا رہا۔ یونانی درختوں کے پیچھے سے ہو کر ہلکی بارش میں ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ وہ اب اس انتظار میں تھا کہ گورکن فارغ ہو تو وہ اس سے بات کرے۔ گورکن کے ساتھ جنازے والے آدمی بھی قبر کھودنے میں لگ گئے تھے۔ بارش میں ان کے کپڑے بھیگ چکے تھے۔ وہ آپس میں کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ جب قبر تیار ہو گئی تو اس وقت دن کی روشنی بہت ہلکی ہو گئی تھی۔ لیکن ہر شے نظر ضرور آ رہی تھی۔ اب ان آدمیوں نے جو جنازہ لے کر آئے تھے جنازے پر سے چادر اٹھا دی چادر کے اٹھتے ہی جنازے میں لاش سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گورکن پیچھے ہٹ گیا۔ چار آدمیوں میں سے ایک آدمی تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے جیب سے ایک کیل نکالی اور لاش کے سر میں ہتھوڑے سے ٹھونک دی۔ لاش پیچھے کو گر پڑی۔

یونانی حکیم کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ کیا یہ لوگ کسی زندہ انسان کو دفن کرنے وہاں لائے تھے؟ انہوں نے لاش کو اٹھا کر قبر میں اتار دیا۔ پھر اوپر جلدی جلدی مٹی ڈالنی شروع کر دی جب قبر کی ڈھیری بن گئی تو انہوں نے گورکن کو چاندی کے کچھ سکے دیئے اور خالی جنازہ اٹھا کر قبرستان سے نکل گئے۔ گورکن سکے گن رہا تھا کہ یونانی اس کے پاس آ گیا۔ گورکن نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

یونانی نے کہا:

"میں تمہارے لئے سونے کے پچاس سکے لایا ہوں۔ مگر مجھے کسی مردے کو دفن نہیں کرنا بلکہ تم سے ایک بات پوچھنی ہے۔"

اور یونانی بوڑھے حکیم نے سونے کے پچاس سکوں کی تھیلی نکال کر گورکن کو پکڑا دی۔ گورکن سونے کے سکوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ دھاریدار سانپ کو ناگ دیوتا کی مدھم خوشبو برابر آ رہی تھی۔ گورکن کے پاس کدال موجود تھی جس کے ڈر کی وجہ سے دھاریدار سانپ ان لوگوں کے قریب نہیں جا رہا تھا۔

گورکن نے پوچھا:

"تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

یونانی حکیم بولا:

"کوٹھڑی میں چل کر تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں بارش بھی ہے اور سردی بھی۔"

گورکن نے سونے کے سکوں کی تھیلی اپنے لمبے کرتے کے اندر رکھ لی اور اشارے سے یونانی کو اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ کدال گورکن نے اٹھا رکھی تھی۔ دھاریدار سانپ پرے چلا گیا۔ کوٹھڑی میں آ کر گورکن نے موم بتی روشن کر دی کیونکہ اب شام ہو گئی تھی اور قبرستان میں اندھیرا ہو گیا تھا۔

گورکن بولا:

"اب بتاؤ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

یونانی حکیم اور گورکن فرش پر بیٹھ گئے تھے۔ موم بتی ان کے قریب ہی جل رہی تھی۔ کدال بھی گورکن کے پاس ہی پڑی تھی۔

یونانی حکیم نے کہا:

"میرے پاس سونے کے پچاس سکے اور بھی ہیں مگر وہ تمہیں اس وقت دوں گا جب تم مجھے چاندی کی وہ پتھری دکھاؤ گے جس پر کوئی پرا

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نقش کھدا ہوا ہے۔"

گورکن سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا:

"تم اس نقش کو کیوں دیکھنا چاہتے ہو؟ وہ تو میرے پاس باپ دادا کے وقتوں کا چلا آ رہا ہے۔ اور ~~اس میں ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ اگر تم اسے~~ مجھ سے خریدنے آئے ہو تو میں وہ تمہیں نہیں دے سکتا وہ ہماری خاندانی نشانی ہے۔"

یونانی حکیم کو جب یہ پتہ چلا کہ نقش گورکن کے پاس موجود ہے تو وہ بے حد خوش ہوا۔

اس نے کہا:

"میں تمہیں اس نقش کے بدلے میں ایک لاکھ سونے کے سکے دوں گا۔ تم سوچ لو۔"

ایک لاکھ سونے کی مہریں اس زمانے میں بہت بڑی رقم ہوا کرتی تھی۔ گورکن ساری زندگی اتنی دولت کبھی نہیں کما سکتا تھا۔

اس نے کہا:

"میں چاندی کا نقش تمہیں دینے کو تیار ہوں۔ مگر سونے کی ایک لاکھ مہریں میں ابھی وصول کروں گا۔"

یونانی بولا:

"کیا نقش تمہارے پاس اسی کوٹھڑی میں ہے؟ کیونکہ سونے کی لاکھ مہریں میرے پاس موجود ہیں اور میں نے انہیں اسی قبرستان میں ایک خفیہ جگہ پر چھپا دیا ہے۔"

گورکن پر دولت کی خوشی سوار ہو گئی تھی۔ اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ آدمی جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔ فوراً کونے میں گیا۔ زمین میں سے ایک جگہ اینٹ اٹھائی اور چاندی کا نقش صاف کرتا ہوا یونانی کے پاس آیا اور بولا:

"یہ ہے وہ چاندی کا نقش۔ اب بتاؤ سونے کی مہریں کہاں ہیں۔ جب تک مجھے میری رقم نہیں ملے گی میں تمہیں نقش نہیں دوں گا۔"

یونانی اگرچہ بوڑھا تھا مگر اس کا دل سیاہ تھا۔ وہ چالاک اور عیار تھا۔

اس نے کہا:

"میرے ساتھ کدال لے کر آؤ۔"

گورکن نے نقش اپنی جیب میں رکھا اور کدال اٹھا کر یونانی کے ساتھ کوٹھڑی سے نکل کر قبرستان میں آگیا۔ موم بتی وہ اپنے ساتھ ہی لیتا گیا تھا۔ باہر اندھیرا چھا گیا تھا۔ بارش رک گئی تھی مگر سرد ہوا چل رہی تھی۔ یونانی نے ایک قبر کی طرف اشارہ

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گیا اور بولا:

"میں نے سونے کی مہریں اس قبر کے اندر چھپا رکھی ہیں۔ قبر کو کھول کر ساری مہریں نکال لو۔ اب یہ تمہاری ہیں۔"

دولت کا لالچ بہت برا ہوتا ہے۔ انسان کی عقل بھی ماری جاتی ہے۔ گورکن نے کدال اٹھائی اور قبر پر چلانی شروع کر دی۔ عیار یونانی حکیم نے پہلے ہی سے سفوف نکال کر اپنی مٹھی میں رکھ لیا تھا۔ جونہی گورکن نے کدال چلائی اور وہ نیچے جھکا۔ یونانی نے اس پر سفوف چھڑک دیا۔ گورکن تو ایک سیدھا سادا آدمی تھا۔ وہ نہ بھوت تھا اور نہ سانپ سے انسان بنا تھا۔ کہ اصل شکل پر آجاتا۔ سفوف کے پڑتے ہی وہ اچھلا اور پھر قبر پر گرا اور اس کے جسم کو آگ لگ گئی۔ دھاریدار سانپ چند قدموں کے فاصلے پر گھاس میں چھپا یہ دیکھ رہا تھا۔ آگ کے شعلوں کو بلند ہوتا دیکھ کر وہ تیزی سے دوسری طرف چلا گیا۔ یونانی حکیم بھی پہلے پیچھے ہو گیا۔

گورکن کا جسم جل رہا تھا۔ یونانی حکیم لپک کر اس کی طرف بڑھا اور اس کی جیب میں سے چاندی کا نقش نکال لیا۔ وہ دوڑ کر دوبارہ مقبرے کی طرف چلا آیا۔ دھاریدار سانپ نے اسے مقبرے کی طرف جاتے دیکھا تو وہ بھی اس طرف رینگنے لگا۔

دھاریدار سانپ سمجھ گیا تھا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ ناگ دیوتا کی خوشبو اس آدمی کی طرف سے آرہی تھی جو مقبرے میں گیا تھا۔ سانپ بھی گیلی گھاس میں تیزی سے رینگتا مقبرے کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر چلا گیا۔ اب اندھیرا ہو گیا تھا۔ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ سانپ بے فکر تھا۔ سانپ اندھیرے میں اچھی طرح سے دیکھ لیتے ہیں۔ دھاریدار سانپ نے دیکھا کہ جو آدمی یعنی یونانی مقبرے میں آیا تھا۔ اس نے جیب میں سے ایک سانپ نکالا اور اسے فرش پر آہستہ سے رکھ دیا ہے۔ اب دھاریدار سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو زیادہ تیز آنے لگی تھی۔ کیا یہ ناگ دیوتا ہے؟۔

دھاریدار سانپ یہ سوچ رہا تھا کہ یونانی حکیم نے چاندی کے نقش کو ناگ سانپ کے جسم سے رگڑ دیا۔ ناگ کا جسم اچھلا اور وہ دوبارہ انسانی جسم میں آگیا۔ مگر وہ ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ یونانی حکیم نے اپنی جیب کو ٹٹولا اور اس میں سے تیز نوک والا خنجر نکال لیا۔ وہ ناگ کی آنکھیں نکالنا چاہتا تھا۔ اب اسے آنکھیں نکالنے سے کوئی روک نہ سکتا تھا۔ وہ بڑا خوش تھا۔ اپنی فتح کے نشے میں چور تھا۔ دھاریدار سانپ پر یہ راز کھل گیا تھا کہ اس کے سامنے ناگ دیوتا ہے اور وہ بے ہوش پڑا ہے اور یہ آدمی اس کو قتل کرنے والا ہے۔

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یونانی حکیم نے ایک ہاتھ بے ہوش ناگ کی آنکھ پر رکھ کر اسے آہستہ سے کھولا اور دوسرے ہاتھ سے خنجر کی نوک ناگ کی آنکھ میں ڈال کر ڈیلا نکالنے ہی والا تھا کہ جیسے کسی چیز نے اس کی پنڈلی پر کاٹ دیا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ پنڈلی کو دیکھنے کے لئے جھکا تھا کہ دھاریدار سانپ نے لپک کر اس کی گردن پر ڈس دیا۔ پہلے سانپ نے اس کی پنڈلی پر ڈسا تھا۔ یہ اس قدر زہریلا تھا کہ پہلی بار ڈسا ہی کافی تھا مگر وہ ناگ دیوتا کے دشمن کو کیسے معاف کر سکتا تھا۔ غصے سے بھر کر دھاریدار سانپ نے یونانی حکیم کو دوسری بار بھی ڈس دیا تھا۔ مکار یونانی ایک طرف گرا اور اس کا جسم گرم ہو کر جگہ جگہ سے پھٹ گیا۔ دھاریدار سانپ ناگ دیوتا کے قریب آگیا۔ اس نے ناگ دیوتا کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا ناگ دیوتا زندہ تھا مگر بے ہوش تھا۔ دھاریدار سانپ نے ناگ دیوتا کو وہیں چھوڑا اور تیزی سے مقبرے سے نکل کر قبرستان کے کونے کی طرف تیز رفتاری سے بھاگنے لگا۔ قبرستان کے کونے میں ایک بوڑھی ناگن اپنے بل میں پڑی رہا کرتی تھی۔ وہ سب سانپوں میں سے تجربہ کار اور عقلمند تھی۔ دھاریدار سانپ نے اس کے پاس جا کر بتایا کہ ناگ دیوتا مقبرے میں بے ہوش پڑا ہے

بوڑھی ناگن نے سر اٹھا کر دھاریدار سانپ کو دیکھا اور بولی:

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ ناگ دیوتا یہاں مقبرے میں ہو اور مجھے یہاں اس کی خوشبو نہ آئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

دھاریدار سانپ نے کہا:

"ناگ دیوتا پر کوئی طلسم کیا گیا ہے۔"

پھر اس نے ساری کہانی بوڑھی ناگن کو بیان کر دی بوڑھی ناگن غور سے سنتی رہی۔ پھر سوچ میں پڑ گئی۔ سر جھکا کر غور کرتی رہی۔ تھوڑی کے بعد سر اٹھا کر کہنے لگی۔

"معاملہ خطرناک لگتا ہے۔ جو طلسم ناگ دیوتا پر کیا گیا ہے وہ کافی طاقتور ہے۔ مگر میں اس کا کوئی نہ کوئی توڑ ضرور تلاش کر لوں گی۔ چلو میرے ساتھ۔ میں ناگ دیوتا کو خود دیکھنا چاہتی ہوں۔"

بوڑھی ناگن کو ساتھ لے کر دھاریدار سانپ بل میں سے نکلا اور مقبرے کی طرف چل پڑا۔ بارش کی وجہ سے گھاس گیلی تھی۔ بوڑھی ناگن کو سردی لگنے لگی۔ دھاریدار سانپ نے اپنی گرم پھنکاروں سے اس کے جسم کو گرم کیا۔ مقبرے میں آکر بوڑھی ناگن نے ناگ دیوتا کو دیکھا کہ وہ فرش پر بے ہوش پڑا

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ بوڑھی ناگن نے ناگ دیوتا کی تعظیم کی۔ پھر اس کے جسم کو غور سے دیکھا۔ اس کے بعد اپنا سر اٹھا کر ناگ کی کھلی آنکھوں پر جھکا دیا۔ ناگ کی آنکھوں میں بوڑھی ناگن کو ایک خاص چمک نظر آئی۔ یہ چمک ناگ دیوتا کی خاص چمک تھی۔ بوڑھی ناگن نے دھاریدار سانپ سے کہا!

"ناگ دیوتا پر جو طلسم ہوا ہے اس کے توڑ کے لئے مجھے اپنے بل میں جا کر ایک خاص منکا لانا ہوگا میرے ساتھ آؤ۔ ہم منکا لے کر آتے ہیں۔"

بوڑھی ناگن اور دھاریدار سانپ مقبرے سے چل دئے ناگ انسانی روپ میں مقبرے کے فرش پر بے ہوش پڑا تھا اس کے قریب ہی یونانی حکیم کی جلی ہوئی کوئلہ ایسی لاش پڑی تھی۔ باہر رات تاریک تھی۔ قبرستان میں بھیانک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اب پھر ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی تھی اس قبر پر بھی سناٹا تھا جس میں تھوڑی دیر پہلے چار آدمیوں نے ایک آدمی کی کھوپڑی میں کیل ٹھونک کر اسے قبر میں دفن کر دیا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ اس قبر میں حرکت پیدا ہوئی۔ پہلے اوپر سے ایک پتھر گرا۔ پھر دوسرا پتھر نکل کر نیچے گر پڑا۔ اس کے بعد قبر میں شگاف پیدا ہو گیا۔ اور وہی لاش جس کی کھوپڑی میں کیل ٹھونکی گئی تھی قبر سے باہر نکل آئی تھی۔ لاش کچھ دیر بالکل ساکت اور چپ چاپ کھڑی رہی۔ اس کی نظریں مقبرے پر جمی ہوئی تھیں لاش نے آہستہ آہستہ مقبرے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ مقبرے کی سیڑھیاں چڑھ کر لاش اندھیرے میں مقبرے کے اندر بے ہوش پڑے ناگ کے پاس آکر دوزانوں ہو کر بیٹھ گئی۔ لاش نے جھک کر ناگ کو دیکھا۔ پھر اپنی کھوپڑی میں ٹھکا ہوا کیل نکالا اور ناگ کی کھوپڑی پر رکھ کر پتھر سے ٹھونک دیا۔ ناگ کے سر میں کیل اندر تک گھس گیا اور اس کے بالوں میں وہ بالکل دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس کیل کے اثر سے ناگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے لاش کی طرف دیکھا۔ دونوں ایک سیکنڈ کے لئے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ انہوں نے کوئی بات نہ کی کوئی حرکت نہ کی۔ پھر ناگ اٹھا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا مقبرے کی شکستہ سیڑھیاں اتر کر اس قبر کی طرف چل پڑا۔ جس میں سے کیل والی لاش نکل کر آئی تھی۔ لاش اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔ ناگ قبر کے اندر اتر کر قبر میں لیٹ گیا اور اسی کی آنکھیں اپنے آپ بند ہو گئیں۔ پھر لاش مقبرے سے نکلی۔ قبر کے پاس آئی۔ قبر کو پتھروں سے بند کیا اور خود مقبرے میں آکر ناگ کی جگہ پر لیٹ گئی۔ لیٹے لیٹے

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاشش نے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔ دیکھتے دیکھتے لاشش کی شکل ناگ ایسی بن گئی۔ وہی چہرہ۔ ویسے ہی سیاہ گھنگریالے بال وہی آنکھیں اور وہی ناگ اپنا ناک ۔۔۔ اس کے بعد لاشش نے سانس ٹھیک کیا اور ایسے ظاہر کیا جیسے وہ بیہوش ہو گئی ہے۔ لاشش میں اور ناگ میں اب کوئی فرق نہیں تھا۔ بالکل ایسے لگ رہا تھا جیسے ناگ بے ہوش پڑا ہے۔

چند منٹ کے بعد بوڑھی ناگن دھاریدار سانپ کے ساتھ منکا لے کر آ گئی۔ اس نے منکا ناگ کے ماتھے پر رکھ دیا وہ اسے ناگ ہی سمجھ رہی تھی۔ جبکہ وہ اصل میں قبر والی لاشش تھی۔ چنانچہ اب ہم ناگ کو لاشش ناگ کہیں گے۔ منکا لاشش ناگ کے ماتھے پر آہستہ سے چلنے لگا۔ پھر لاشش ناگ نے آنکھیں کھول دیں۔ بوڑھی ناگن اور دھاریدار سانپ نے اپنے پھن تعظیم میں جھکا دیے۔

بوڑھی ناگن نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کو ہمارا اسلام پہنچے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ ٹھیک ہو گئے ہیں۔"

لاشش ناگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے چاروں طرف ایک نظر ڈالی اور پوچھا:

"مجھے کیا ہو گیا تھا؟"

حالانکہ لاشش ناگ کو سب معلوم تھا کہ وہ ناگ نہیں ہے اور اس نے اصلی ناگ کی کھوپڑی میں اپنی کھوپڑی کا کیل ٹھونک کر اسے اپنی قبر میں بند کر دیا ہے۔ جہاں سے لاشش ناگ کے خیال کے مطابق اب وہ قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ لاشش ناگ نے اصلی ناگ کا ڈھونگ رچا رکھا تھا۔

بوڑھی ناگن نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ کو ایک آدمی یہاں لے کر آیا تھا۔"

دھاریدار سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! وہ گستاخ خنجر سے آپ کی آنکھیں نکالنا چاہتا تھا۔ کہ میں نے اسے ڈس کر ہلاک کر دیا۔ وہ آپ کا دشمن تھا۔ یہ دیکھئے اس کی جلی ہوئی لاشش پڑی ہے۔"

لاشش ناگ کو سب معلوم تھا کہ اصلی ناگ کو یہاں کون لایا تھا۔ اور اصلی ناگ کون ہے اور عنبر ماریا جولی سانگ تھیوسانگ کون ہیں اور اس وقت وہ افراسیاب کے ساتھ کس جگہ پر بیٹھے ہوں گے۔ اور اس کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ مگر لاشش ناگ نے بوڑھی ناگن پر کچھ بھی ظاہر نہ کیا اور بولا:

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں تم لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب تم جا
سکتے ہو۔ کیونکہ مجھے اپنے ساتھیوں عنبر ماریا کیٹی
جوجی سانگ اور کھیو سانگ کے پاس جانا ہے۔"

دھاریدار سانپ نے پوچھا:

"عظیم ناگ دیوتا! کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ لوگ
کہاں ہوں گے اس وقت؟"

لاشش ناگ نے جواب دیا:

"ہاں: میں جانتا ہوں کہ اس وقت وہ گندھارا
شہر کی طرف آ رہے ہیں۔ میں انہیں گندھارا شہر
کے دروازے پر ملوں گا۔ تمہارا شکریہ!"

لاشش ناگ اٹھ کر کمرے سے باہر آگیا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی
ہو رہی تھی۔ رات بے حد تاریک تھی۔ لاشش ناگ قبروں
کے درمیان سے چلتا مقبرے کے احاطے سے نکل کر گندھارا
شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ گندھارا شہر کے مکان اور گلیاں
بازار سرد اندھیری والی رات میں خاموش اور سنسان تھے۔
لاشش نا[illegible] اندھیری گلیوں میں سے گذرتا ہلکی بوندا
باندی میں شہر کے اس دروازے کی طرف بڑھا۔ جہاں سے
دوسرے شہروں سے آنے والے مسافر اور قافلے داخل ہوتے
تھے۔ اس دروازے پر رات کا دربان نیزہ ہاتھ میں لئے

کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ جونہی اس نے ایک آدمی کو دروازے
کی طرف آتے دیکھا تو اسے آواز دے کر پوچھا:

"کون ہو تم! کہاں سے آ رہے ہو؟"

لاشش ناگ نے کوئی جواب نہ دیا اور ہلکی بارش میں اس
کی طرف آہستہ آہستہ قدم اٹھائے بڑھتی گئی۔ دربان کی ڈیوٹی
تھی کہ وہ آدمی رات کو شہر سے باہر جانے والوں اور شہر میں داخل
ہونے والوں سے پوچھ گچھ کرے۔ لاشش ناگ اس کے قریب
آکر رک گیا۔ اس کے چہرے پر سکون اور خاموشی تھی۔

دربان نے غصے سے پوچھا:

"تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ کون ہو تم اور اس
وقت کہاں سے آ رہے ہو؟"

لاشش نے قدم آگے بڑھا کر دربان کی گردن پکڑنی چاہی
تو دربان نے اپنی جان بچانے کے لئے نیزہ لاشش کے سینے
میں گھونپ دیا۔ نیزہ لاشش ناگ کے سینے سے آر پار ہو گیا
مگر لاشش ناگ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ اسی طرح کھڑا رہا دربان
کی آنکھیں دہشت کے مارے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ لاشش ناگ
نے دربان کو گردن سے پکڑ لیا۔ گردن سے پکڑتے ہی دربان
جو اونچا لمبا جوان تھا چھوٹا سا بالشت بھر کا پتلا بن کر لاشش
ناگ کے ہاتھ میں آگیا۔ لاشش ناگ نے اسے ہاتھ میں مسل کر

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیچے زمین پر پھینک دیا۔ پھر اپنے سینے سے نیزہ نکال کر پرے پھینکا اور شہر کے دروازے میں سے نکل گیا۔ شہر کے باہر دور دور تک رات کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ بارش ہو رہی تھی۔ لاشن ناگ کے بال بارش سے بھیگ رہے تھے۔ اس کے کپڑے بھی بھیگ گئے تھے۔ سردی بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ مگر لاشن ناگ پر سردی کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

لاشن ناگ آہستہ آہستہ اس کچی سڑک پر چلنے لگا جس سڑک پر باہر سے قافلے اور مسافر آیا جایا کرتے تھے سڑک بارش کی وجہ سے بھیگی ہوئی تھی۔ اس سڑک کی دونوں جانب اونچے اونچے درخت اور چھوٹی بڑی جنگلی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ رات کے اندھیرے میں درخت بالکل خاموش اپنی شاخیں سمیٹے کھڑے تھے۔ لاشن ناگ کو اب عنبر، ماریا، جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو آنے لگی اس کے ساکت اور پتھر ایسے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔ وہ سڑک کی ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا اور عنبر، ماریا جولی سانگ وغیرہ کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اسے کچھ گھوڑ سوار اندھیرے میں اپنی طرف آتے دکھائی دیے۔ یہ عنبر ماریا، افراسیاب، جولی سانگ اور تھیوسانگ کیٹی تھے۔ ان لوگوں کو ناگ کی خوشبو بالکل نہیں آرہی تھی۔ مگر لاشن ناگ ان کی خوشبو محسوس کر رہا تھا۔ گھوڑ سوار قریب آئے تو لاشن ناگ درختوں میں سے نکل کر ان کے سامنے آگیا۔

○

یہ جاننے کے لئے پھر کیا ہوا؟

(باقی اگلی قسط ۱۷)

"قبر کی سیڑھیاں" پڑھئے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلا میں

اے حمید

عنبر پبلیکیشنز
شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸